ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
41
www.tanzeem.org
20 تا 26 محرم الحرام 1437ھ / 3 تا 9 نومبر 2015ء

دین فطرت، دینِ قیم

اگر عالم بشریت کا مقصد اقوام انسانی کا امن، سلامتی اور ان کی موجودہ اجتماعی ہیئتوں کو بدل کر ایک واحد اجتماعی نظام بنانا قرار دیا جائے تو سوائے نظام اسلام کے کوئی اور اجتماعی نظام ذہن میں نہیں آ سکتا۔ جو کچھ قران مجید سے میری سمجھ میں آیا ہے، اس کی رو سے اسلام محض انسان کی اخلاقی اصلاح ہی کا داعی نہیں بلکہ عالم بشریت کی اجتماعی زندگی میں ایک تدریجی مگر اساسی انقلاب بھی چاہتا ہے، جو اس کے قومی اور نسلی نقطۂ نگاہ کو یکسر بدل کر اس میں خالص انسانی ضمیر کی تخلیق کرے۔ تاریخ ادیان اس بات کی شاہد عادل ہے کہ قدیم زمانے میں ''دین'' قومی تھا، جیسے مصریوں، یونانیوں اور ہندیوں کا۔ بعد میں نسلی قرار پایا جیسے یہودیوں کا۔ مسیحیت نے یہ تعلیم دی کہ دین انفرادی اور پرائیویٹ ہے، جس سے بدبخت یورپ میں یہ بحث پیدا ہوئی کہ دین چونکہ پرائیویٹ عقائد کا نام ہے اس لیے انسانوں کی اجتماعی زندگی کی ضامن صرف ''اسٹیٹ'' ہے۔

یہ اسلام ہی تھا جس نے بنی نوع انسان کو سب سے پہلے یہ پیغام دیا کہ دین نہ قومی ہے، نہ نسلی ہے، نہ انفرادی اور پرائیویٹ بلکہ خالصۃً انسانی ہے، اور اس کا مقصد باوجود تمام فطری امتیازات کے عالم بشریت کو متحد و منظّم کرنا ہے۔ ایسا دستور العمل قوم اور نسل پر بنا نہیں کیا جا سکتا، نہ اس کو پرائیویٹ کہہ سکتے ہیں بلکہ اس کو صرف معتقدات پر ہی مبنی کہا جا سکتا ہے۔ صرف یہی ایک طریق ہے جس سے عالم انسانی کی جذباتی زندگی اور اس کے افکار میں یک جہتی اور ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے جو ایک امت کی تشکیل اور اس کی بقا کے لیے ضروری ہے۔

''امت مسلمہ'' جس دین فطرت کی حامل ہے اس کا نام ''دین قیم'' ہے۔ دین قیم کے الفاظ میں ایک عجیب و غریب لطیفۂ قرآنی مخفی ہے، اور وہ یہ کہ صرف دین ہی مقوّم ہے اس گروہ کے امورِ معاشی اور معادی کا جو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اس نظام کے سپرد کر دے۔ بالفاظِ دیگر یہ کہ قرآن کی رُو سے حقیقی تمدنی زندگی یا سیاسی معنوں میں ''قوم'' دین اسلام ہی سے ''تقویم'' پاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن صاف صاف اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ کوئی دستور العمل جو غیر اسلامی ہو، نامقبول اور مردود ہے۔

علامہ محمد اقبال

اس شمارے میں

زلزلہ سے بڑا عذاب
زلزلوں اور قدرتی آفات کے اسباب
غلامی میں نہ کام آتی ہیں......
علامہ اقبالؒ کا فلسفہ اور ہم
قیامت کا زلزلہ
وزیر اعظم کا دورہ امریکہ توقعات اور خدشات
عافیہ کے حجاب کو سلام
چمن میں تربیت غنچہ ہو نہیں سکتی!
تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

صرف معبودِ حقیقی کو پکارو!

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃ بَنی اِسْراءِیل | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات:56، 57

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾

آیت ۵۶ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾﴾ ’’آپؐ کہیے کہ ان کو پکار دیکھو جن کو تم نے اُس کے سوا (معبود) گمان کر رکھا ہے‘ تو نہ انہیں کچھ اختیار حاصل ہے تم سے کوئی تکلیف دُور کرنے کا اور نہ ہی (تمہاری حالت) بدلنے کا۔‘‘

آیت ۵۷ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ﴾ ’’وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے قرب کے متلاشی ہیں کہ ان میں سے کون (اُس کے) زیادہ قریب ہے‘‘

لفظ ’’وسیلہ‘‘ بمعنی قرب اس سے پہلے ہم سورۃ المائدۃ (آیت ۳۵) میں پڑھ چکے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح اس دنیا میں اللہ کے بندے اللہ کے ہاں اپنے درجات بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں اسی طرح عالم غیب یا عالم امر میں بھی تقرب الی اللہ کی یہ درجہ بندی موجود ہے۔ جیسے فرشتوں میں طبقہ اسفل کے فرشتے‘ پھر درجہ اعلیٰ کے فرشتے اور پھر ملائکہ مقربین ہیں۔

اللہ کی شریک ٹھہرائی جانے والی شخصیات میں سے کچھ تو ایسی ہیں جو بالکل خیالی ہیں اور حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ لیکن ان کے علاوہ ہر زمانے میں لوگ انبیاء‘ اولیاء اللہ اور فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شریک سمجھتے رہے ہیں۔ ایسی ہی شخصیات کے بارے میں یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ وہ چاہے انبیاء و رسل ہوں‘ یا اولیاء اللہ‘ یا فرشتے‘ وہ تو عالم امر میں خود اللہ کی رضا جوئی کے لیے کوشاں اور اس کے قرب کے متلاشی ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن حکیم میں متعدد بار ذکر ہوا ہے کہ ایسی تمام شخصیات جنہیں دنیا میں مختلف انداز میں اللہ کے سوا پکارا جاتا تھا، قیامت کے دن اپنے عقیدت مندوں کے مشرکانہ نظریات سے اظہارِ بیزاری کریں گی اور صاف کہہ دیں گی کہ اگر یہ لوگ ہمارے پیچھے ہمیں اللہ کا شریک ٹھہراتے رہے تھے تو ہمیں اس بارے میں کچھ خبر نہیں۔

﴿وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾﴾ ’’اور وہ امیدوار ہیں اُس کی رحمت کے اور ڈرتے رہتے ہیں اُس کے عذاب سے۔ واقعتاً آپؐ کے رب کا عذاب چیز ہی ڈرنے کی ہے۔‘‘

فرمان نبویؐ

مؤمن کا کردار

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

((عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّاءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ)) (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مؤمن کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے‘ اور یہ بات صرف مؤمن کو ہی حاصل ہے۔ خوشحالی میں وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے‘ فقر و فاقہ اور دکھ میں وہ صبر کرتا ہے (گھبراتا نہیں ہے) اور دونوں صورتوں میں اس کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے‘‘۔

مؤمن ہر معاملہ میں صرف اللہ پر اعتماد کرتا ہے اور اللہ ہی سے ڈرتا ہے۔ خوشی اور مسرتوں سے ہمکنار ہو کر وہ سراپا شکر بن جاتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ عطا و بخشش کی یہ فراوانی رب کریم کی نگاہ رحمت کا فیض ہے۔

جان و مال کے نقصان اور مصیبتوں کی آندھی اسے بدحواس نہیں کرتی۔ آزمائش کے ہر ہر مرحلہ میں نہایت ثابت قدم رہتا ہے۔ باطل کی کوئی یلغار اور طاغوت کی کوئی دھمکی اس کے ایمان کو نہیں دبا سکتی۔ وہ پامردی کے ساتھ ناسازگار حالات کا رخ بدلنے کی کوشش کرتا ہے‘ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی سے دعا مانگتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
20 تا 26 محرم الحرام 1437ھ جلد 24
3 تا 9 نومبر 2015ء شمارہ 41
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محمد خلیق
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زلزلہ سے بڑا عذاب

دس سال یعنی ایک عشرہ کے بعد ایک بار پھر اکتوبر ہی میں زلزلے نے پاکستان خصوصاً صوبہ خیبر پختونخوا میں تباہی مچادی ہے۔ ہمیں اپنے بھائیوں کے جان و مال کے نقصان پر شدید صدمہ پہنچا ہے۔ مال کی تلافی تو کچھ نہ کچھ، کسی نہ کسی انداز میں ہو جاتی ہے، جان کا کوئی صلہ نہیں۔ پھر یہ کہ سردی کے اِس موسم میں سر سے چھت کا اٹھ جانا ایک انتہائی تکلیف دہ معاملہ ہے۔ سنے اور دیکھے کا فرق تو ہے ہی، دیکھے اور بیتے کا اُس سے کہیں زیادہ فرق ہے، جسے ماپا تولا نہیں جاسکتا، جسے شمار کرنا ممکن نہیں۔ تحریر و تقریر سے ان کے زخموں پر مرہم نہیں رکھا جاسکتا، ہاں دعا کی جاسکتی ہے، دل کی گہرائی سے، یہ تصور کرتے ہوئے کہ مصیبت ہم پر ہی نازل ہوئی ہے، اللہ ان کی مشکلات کو دور کرے، اللہ ان کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ اللہ مسبب الاسباب ہے۔ اللہ ان کو بے سروسامانی کی حالت سے نکالے۔ یہ اہل پاکستان پر اللہ کا فضل اور خصوصی کرم ہے کہ بہت سی اخلاقی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باوجود یہاں کثیر تعداد میں ایسے لوگ بستے ہیں جنہیں بلا تامل صاحبِ خیر کہا جاسکتا ہے، جو اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کسی طرف سے کوئی پکار آئے تو وہ فوراً لپکتے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق مالی وسائل اور آمدن کی شرح کا لحاظ رکھتے ہوئے اہل پاکستان دنیا میں خیرات کرنے اور خیراتی اداروں کی مدد کرنے والوں کی فہرست میں ٹاپ پر ہیں۔ ضمنی طور پر یہ عرض کرنا سودمند رہے گا کہ ہمارے ہاں ادارے اگر منظّم ہوں اور قوم کو قیادت پر اعتماد ہو تو اہل پاکستان میں بالفعل یہ جذبہ موجود ہے کہ کوئی شہری بھوکا نہ سوئے، بے لباس نہ ہو، بے گھر نہ ہو اور کوئی انسان دوا داروکی عدم دستیابی کی وجہ سے جان سے نہ جائے۔ بہرحال اس وقت قوم کی اولین ترجیح زلزلہ متاثرین کی بنیادی ضروریات ان تک پہنچانا ہے۔ زخمیوں کا مناسب علاج اور ان کی نگہداشت ہم سب پر فرض ہے۔ عارضی چھتیں مہیا کرنے کے بعد جلد از جلد مکانات کی تعمیر ہو تاکہ ویران بستیاں ایک بار پھر بس جائیں۔

ہم اہل پاکستان کا مسئلہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی آسمانی آفت زلزلہ، طوفان یا سیلاب کی صورت میں نازل ہوتی ہے تو پاکستان کے مذہبی طبقات اور سیکولر عناصر کے درمیان ایک بحث چھڑ جاتی ہے۔ ائمہ مساجد اور علماء کرام اسے خالصتاً اللہ کا عذاب قرار دیتے ہیں، اور اہل پاکستان کے گناہوں اور بداعمالیوں کو اِس کا اصل سبب قرار دیتے ہیں، جبکہ سیکولر عناصر استہزائیہ انداز اختیار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا یورپ اور امریکہ کے لوگ بہت نیک ہیں اور پاکستان میں بھی کیا غریب اور متوسط درجہ کے لوگ ہی گناہگار ہیں اور کیا حکمران اور امراء کا طبقہ بہت نیک اور پارسا ہے کہ وہ ان آفات سے محفوظ رہتے ہیں؟ اس بحث مباحثہ میں عوام پریشان ہو جاتے ہیں کہ کسے صحیح سمجھیں اور کسے غلط۔ ہم اس حوالہ سے اپنے دین دار طبقہ سے کافی حد تک متفق ہیں، لیکن یہ کہنا بھی غلط ہوگا کہ ہر آسمانی آفت محض اللہ کا عذاب ہوتا ہے، اس کی کوئی دوسری صورت ممکن نہیں۔ ہماری رائے میں اولاً تو اس بات پر شک کرنا کہ اس کائنات میں ایک پتہ یا ایک ذرہ اِذنِ الٰہی کے بغیر جنبش کرسکتا ہے آپ کو ایمان سے ہی نہیں اسلام سے بھی فارغ کرسکتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ آفت عذاب ہی ہو، یہ آزمائش بھی ہوسکتی ہے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں (یہ وہ دور تھا جب نہ صرف روحانی لحاظ سے لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر بلند اور اعلیٰ سطح پر تھے بلکہ دنیوی طور پر بھی گورننس اپنی مثال نہ رکھتی تھی) اتنا شدید قحط پڑا کہ آپ کو قطع ید کی سزا عارضی طور

پر معطل کرنا پڑی، ظاہر ہے یہ آزمائش تھی۔ پھر یہ کہ ہمارا ایمان ہے کہ امتِ مسلمہ کو اُس کے گناہوں کی سزا بعض اوقات اِس دنیا ہی میں دے دی جاتی ہے، لہٰذا اُس آبادی کے گناہوں کو دنیا میں دھو کر ان کی آخرت کو سنوارنا مقصود ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ ظاہری عذاب نعمت کی حیثیت رکھتا ہے،اس لیے کہ دنیا کی سزا شدت کے حوالہ سے آخرت کی سزا کے سامنے سرے سے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی۔ لہٰذا دنیا میں آنے والے عذاب یقیناً انسانوں کے گناہوں کی سزا ہوتے ہیں، کیونکہ قرآن و حدیث میں واضح اشارے موجود ہیں،لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ جسے ہم عذاب سمجھ رہے ہیں وہ واقعتاً عذاب ہو اور اس کی وجہ صرف عوام الناس کے گناہ ہوں۔

اب آیئے ان سیکولر عناصر کی طرف جن کے لیے ہدایت کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرنا ہوگی کہ وہ کسی معاملے میں سنجیدگی بھی اختیار کر لیا کریں۔ ایک دنیا مصیبت میں مبتلا ہوتی ہے اور انہیں چٹکلے اور مذاق سوجھ رہا ہوتا ہے۔ جہاں تک اس بات یا اعتراض کا تعلق ہے کہ مغرب اور امریکہ میں عذاب کیوں نازل نہیں ہوتے، حالانکہ وہاں بے حیائی، سود خوری جوا، سٹہ اور شراب نوشی وغیرہ مشرق سے اور عالم اسلام سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ ہم سے کہیں بڑھ کر اللہ کے نافرمان ہیں، اگر یہ آسمانی آفات انسان کے گناہوں کی پاداش میں ہی آتی ہیں تو مغرب اور امریکہ میں تو ایسے بہت سے عذاب نازل ہونا چاہئیں۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ وہاں زلزلے اور دوسرے طوفان وغیرہ نہیں آتے۔ وہاں بھی یقیناً آتے ہیں،لیکن اگر سمجھنے کی نیت اور خواہش ہو تو سمجھنے کی بات یہ ہے کہ امتِ مسلمہ اللہ کی نمائندہ امت ہوتی ہے، چاہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی بنی اسرائیل ہو اور چاہے امت محمد ﷺ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیوی حکمران بھی اپنے نمائندے کی نافرمانی کا سختی سے نوٹس لیتا ہے۔ بنی اسرائیل کو اپنی نافرمانی کی سخت سزا کاٹنا پڑی۔ امت محمد ﷺ کا معاملہ ایک ہاتھ اور آگے کا ہے۔ یہ آخری نبی کی امت ہے، یہ آخری اور حتمی کتاب کی حامل ہے، لہٰذا اِسے بروقت اور برموقع ٹوکا جائے گا، تاکہ یہ راہِ راست پر آئے۔ باپ بھی غلطی پر اپنے بیٹے کو سختی سے ڈانٹے گا بنسبت محلہ دار کے بیٹے کے جو اِسی غلطی کا ارتکاب کر رہا ہو گا۔ پھر یہ کہ ہمارا ایمان ہے کہ جن گناہوں کی سزا اِس دنیا میں مل جائے گی آخرت میں اس حوالہ سے چھوٹ اور بچت کا امکان ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو امت مرحومہ فرمایا ہے یعنی وہ امت جس پر رحم کیا گیا ہے۔ لیکن اِس کے باوجود اللہ اور رسولؐ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ تم اپنی حفاظت سے غافل ہو جاؤ۔ ہمارا عمل یہ ہونا چاہیے کہ ہم پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھیں پھر اللہ پر توکل کریں اور اس سے حفاظت کی دعا کریں۔ ہم غفلت برتتے ہیں اور سنت اللہ کے مطابق اس کا مزہ چکھتے ہیں۔ اس کے برعکس امریکی اور یورپین سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کی بنیاد پر اپنی حفاظت کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، لہٰذا وہ ان عذابوں سے اپنی جان و مال کو کسی حد تک محفوظ کر لیتے ہیں، لیکن وہاں اللہ عذاب کی شکل بدل دیتا ہے۔ مثلاً امت مسلمہ اگر اس وقت حادثاتی اموات اور جنگیں جو ان پر مسلط کی گئی ہیں ان کی وجہ سے ہلاکتوں کے عذاب میں مبتلا ہے تو سفید فام اقوام پیدائش کے عذاب میں مبتلا ہیں، یعنی ان کی شرح پیدائش اب نہ ہونے کے برابر ہے۔

مغرب میں دولت، وسائل اور عیش و عشرت کی کوئی کمی نہیں، لیکن پاکستان جیسے غریب اور معاشی لحاظ سے محتاج ملک سے وہاں زیادہ لوگ خودکشیاں کرتے ہیں۔ وہاں اول تو شادی کا رواج نہیں، وگرنہ شادی کے بعد طلاق دنوں کی بات ہوتی ہے۔ پیرس کے ایک گرجا گھر میں کئی سال کوئی جوڑا شادی کے بندھن میں بندھنے کے لیے نہیں آتا۔ وہاں فزیشن اور سرجن تو مصروف نظر نہیں آتے البتہ ماہر نفسیات کو فرصت ہی نہیں ملتی۔ ایک دنیا ہے جو نفسیاتی مریض ہو چکی ہے۔ مغرب پر سب سے بڑا اور انتہائی شدید اللہ کا عذاب یوں نازل ہوا ہے کہ ان کا معاشرتی ڈھانچہ تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ وہاں گھر اور خاندان کا تصور ہی تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے ہاں اب بھی لوگ کہتے ہیں ”جو سکھ اپنے چوبارے نہ بلخ نہ بخارے“ (یعنی جو سکھ اپنے گھر میں ملتا ہے وہ دنیا کی بہترین جگہ پر بھی ممکن نہیں)۔ رشتوں کی اس تباہی و بربادی نے انہیں ایک مشین بنا دیا ہے۔ جس میں خوراک تیل کے انداز میں ڈالی جاتی ہے اور وہ کام کرتی ہے۔ وہاں انسان جانوروں کی طرح ننگ دھڑنگ پھرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کون کس کا جنا ہوا ہے۔ اور کس نوعیت کا عذاب یہ سیکولر اپنے چہیتے مغرب کے لیے مانگتے ہیں؟ یہ عذاب زلزلے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ایک اعتراض یہ بھی سامنے آتا ہے کہ یہ عذاب غریب لوگوں اور غریب بستیوں پر ہی کیوں نازل ہوتے ہیں؟ اصل میں ایسے مصائب اگر کسی کے لیے مصیبت یا آزمائش کا باعث ہیں تو کسی کو عبرت کا درس دیتے ہیں۔ پھر یہ بھی اللہ کی سنت ہے کہ وہ گناہوں میں بری طرح ڈوبنے والے کو اور توبہ نہ کرنے والے کو ڈھیل دیتا ہے۔ یہ ڈھیل مکڑی کے جالے کا کام کرتی ہے اور بالآخر وہ خود اس میں بری طرح پھنس جاتا ہے۔ مراعات اور اچھے حالات اُس کی واپسی میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور بالآخر وہ جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

ہم اہل پاکستان سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ اس وقت ان مباحث میں الجھنے کی بجائے زلزلہ کے متاثرین کی ہر ممکن مدد کریں۔ علاوہ ازیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کریں۔ اہل پاکستان اپنے اس وعدہ کو نبھائیں جو انہوں نے تحریک پاکستان کے دوران کیا تھا۔ اللہ نے انہیں ! یہ ملک آزمائش کے طور پر دیا ہے کہ وہ اس ملک میں اپنے وعدہ کے مطابق اللہ کا دین نافذ کرتے ہیں یا نہیں !اگرچہ یہ ایک اتفاق بھی ہو سکتا ہے لیکن ہمیں ضرور سوچنا چاہیے کہ سود کے فیصلے اور جج صاحب کے نامناسب ریمارکس کے فوری بعد اہل پاکستان کو کیوں ہلا مارا گیا ہے۔ اس مسئلہ کا پہلا آخری اور حتمی حل صرف یہ ہے کہ انفرادی سطح پر اللہ کے حضور سربسجود ہو کر گڑگڑا کر اور مخلص ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی جائے اور اجتماعی سطح پر مغرب کی تقلید چھوڑ کر اللہ اور رسول ﷺ کے فرمودات کی تعمیل کرتے ہوئے پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے، تاکہ عالمی خلافت کے قیام کے لیے کوئی پیش رفت ہو سکے۔

زلزلوں اور قدرتی آفات کے اسباب

علامہ ابتسام الٰہی ظہیر
ibtisamelahizaheer@yahoo.com

پاکستان عرصے سے قدرتی آفات کی زد میں ہے۔ 8 اکتوبر 2005ء میں کشمیر اور سرحد میں آنے والے زلزلے میں ہزاروں افراد جاں بحق اور ایک لاکھ سے زائد زخمی ہوئے اور بڑی تعداد میں مکانات اور عمارتیں بھی منہدم ہوئیں۔ اسی طرح 26 اکتوبر کو آنے والے زلزلے نے بھی پوری قوم کو متاثر کیا سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس جانی و مالی نقصان پر پوری قوم سوگوار ہے۔ عموماً قدرتی آفات کا سائنسی تجزیہ کیا جاتا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ان آفات کو قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھا جائے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین سے ان آفات سے بچاؤ کے لیے رہنمائی لی جائے۔ قرآن کریم پر گہرے غور وفکر سے پتا چلتا ہے کہ قدرتی آفات کی وجوہ یہ ہیں:

1۔ آزمائش: سورہ بقرہ کی آیت 155، 156 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ’’اور یقیناً ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف، کچھ بھوک، کچھ مالی وجانی اور پھلوں کے نقصان کے ذریعے اور بشارت دو صبر کرنے والوں کو کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔‘‘ نیکوکار افراد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں پر ثابت قدم رہنا چاہیے اور ہر طرح کی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے۔

2۔ گناہوں کی کثرت: قرآن مجید نے گناہوں اور آفات کے باہمی تعلق کو مختلف مقامات پر واضح کیا ہے۔ سورہ شوریٰ کی آیت نمبر 30 میں ارشاد ہوا: ’’اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ان اعمال کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائے ہیں اور وہ بہت سے قصوروں سے درگزر کرتا ہے۔‘‘ اس طرح سورہ روم کی آیت نمبر 41 میں ارشاد ہوا: ’’خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہوگیا لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے، تاکہ اللہ ان کو ان کے کیے بعض کاموں کا مزہ چکھائے، شاید کہ وہ واپس پلٹ جائیں۔‘‘ ان آیات سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ انسانوں کے گناہوں کے نتیجے میں معاشرے آفات کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان اقوام کا بھی ذکر کیا جو اپنے گناہوں کی وجہ سے تباہ ہوگئیں۔

آج اگر ہم اپنے گردوپیش دیکھیں تو ہمارے معاشرے میں اقوام سابق والی تمام برائیاں موجود ہیں۔ بداعتقادی کی کیفیت یہ ہے کہ ستارہ پرستی سے لے کر جادو ٹونے تک قوم مختلف قسم کے توہمات میں پھنسی ہوئی ہے۔ بے حیائی کا چلن عام ہے، جسم فروشی کا دھندہ عروج پر ہے، قسم قسم کے جنسی جرائم وجود میں آچکے ہیں، معصوم بچے بھی بداخلاقی سے محفوظ نہیں۔ کاروباری معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو پامال کیا جارہا ہے۔ شراب کی خرید وفروخت اور سودی لین دین کے ذریعے فوائد حاصل کیے جارہے ہیں۔ ریس کے جوئے سے کرکٹ پر شرطیں باندھنے تک بڑے پیمانے پر احکام شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ ان حالات میں اگر ہمارا معاشرہ آفات کا شکار اور ہمارا ملک مسائل کی دلدل میں دھنسا ہوا ہے تو اس میں اچنبھے والی بات کون سی ہے؟ اگر ہم ان آفات سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کم از کم تین تدابیر اختیار کرنا ہوں گی:

(الف) توبہ: اگر انسان توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑے سے بڑے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان کے آخری رکوع میں شرک، زنا اور قتل جیسے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا: ’’اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اُسے قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص یہ کام کرے گا وہ اپنے گناہوں کی سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اس کو دُگنا عذاب دیا جائے گا اور اسی میں ہمیشہ ذلیل ہوکر رہے گا مگر جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے ساتھ بدل دے گا۔‘‘ اسی طرح سورہ زمر کی آیت نمبر 53 میں ارشاد فرمایا: ’’کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔‘‘

(ب) اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا: توبہ کے علاوہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے بخشش اور مغفرت طلب کرتے رہنا چاہیے۔ استغفار بڑا بابرکت عمل ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کی تلقین کی اور ان کو اس عمل کے فوائد سے آگاہ کیا۔ سورہ نوح میں فرمایا: ’’پھر میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر خوب بارشیں برسائے گا، مال اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کردے گا۔‘‘

(ج) پرہیزگاری اختیار کرنا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے نافرمانی سے اجتناب کرتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ سورہ اعراف میں ارشاد ہوا: ’’اور اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے ان کو اس کے بدلے میں پکڑ لیا جو وہ کماتے تھے۔‘‘ سورہ طلاق کی دوسری اور تیسری آیت میں تقویٰ کے یہ فوائد بیان ہوئے: ’’اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا اور اس کو رزق وہاں سے دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوگا۔‘‘

3۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری: بستیوں، شہروں اور اقوام کو جن وجوہ کی بنا پر آفات ومصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں سے ایک بڑی وجہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری بھی ہے۔ کفرانِ نعمت سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتا ہے۔ سورہ ابراہیم میں ارشاد ہوا: ’’اور جب تمہارے رب نے خبردار کیا تھا کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمہیں ضرور اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بڑا سخت ہے۔‘‘ قرآن مجید میں سبا کی بستی کا ذکر ہوا جو ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنی۔ سورہ نمل میں فرمایا: ’’اور اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان کرتے ہیں جو پرامن اور مطمئن تھی۔ اس کا رزق بہ فراغت اس کے پاس ہر جگہ سے آرہا تھا پھر (اُس بستی نے) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور خوف کا مزا چکھایا ان (بستی والوں) کے اعمال

کے سبب جو وہ کر رہے تھے۔'' اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں پاکستان کی شکل میں آزادی کی نعمت سے نوازا۔ خوبصورت موسم، زراعت اور معدنیات کی نعمتوں بھرا ملک عطا فرمایا لیکن ہم نے ناشکری کی جس کے نتیجے میں مسائل کی دلدل میں دھنس گئے۔ اگر ہم اپنے مسائل اور قدرتی آفات سے چھٹکارا چاہتے ہیں تو ہمیں شکر گزار بننا چاہیے۔ ارشاد ہوا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکرگزاری کرو اور ایمان لاؤ؟'' (سورۃ النساء:147)

4۔ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے انحراف: رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ امت مسلمہ کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ فرد کی زندگی سے لے کر سماج کی زندگی تک اور معاشرتی معاملات سے لے کر ریاستی معاملات تک ہمارے لیے عمدہ مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے طریقے سے انحراف کی وجہ سے امت مسلمہ اور بالخصوص پاکستان بحرانوں کا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ نور کی آیت نمبر 63 میں ارشاد فرماتے ہیں: ''پھر جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آزمائش یا دردناک عذاب آ جائے۔ ان ساری آفات سے بچنے کے لیے ہمیں آپ ﷺ کی غیر مشروط اتباع کرنا ہوگی۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر 21 میں ارشاد ہوا: ''آپ کہہ دیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا''

5۔ مجرموں کے لیے عذاب: اگرچہ گناہ گاروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جہنم کے عذاب کو تیار کر رکھا ہے لیکن زمین پر فساد پھیلانے والے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہر حد کو عبور کرنے والے لوگ کئی مرتبہ قدرتی آفات کی زد میں بھی آ جاتے ہیں جیسے ماضی میں قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنے۔ اسی قبیل کے باغی لوگ بھی قدرتی آفات کی زد میں آ کر اللہ کے غضب کا نشانہ بن کر بعد آنے والی اقوام کے لیے عبرت کی علامت بن جاتے ہیں۔ من حیث القوم قرآن وسنت میں مذکور تعلیمات سے روشنی حاصل کر کے ہم نہ صرف قدرتی آفات کا درست تجزیہ کر سکتے ہیں بلکہ ان پر قابو بھی پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆

غلامی میں نہ کام آتی ہیں......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

محرم الحرام میں عاشورہ دو اہم واقعات سے نسبت رکھتا ہے۔ پہلی نسبت وہ ہے کہ جس پر نبی کریم ﷺ نے 9، 10 محرم کا روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔ عاشورے کا روزہ متبرک دن ہونے کی بنا پر اور 9 محرم کا روزہ یہودیوں کی مشابہت سے بچنے کو (وہ بھی 10 محرم کا روزہ رکھتے تھے)۔ یہ پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسلم)۔ اسے آپ ﷺ نے عظمت والا دن قرار دیا کہ اس دن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دی۔ فرعون اور اس کی فوج کو غرق کیا۔ دوسری نسبت سیدہ فاطمہؓ کے جگر گوشے کی مظلومانہ شہادت کی ہے۔ دونوں نسبتیں تو آج زور شور سے دنیا بھر میں امت مسلمہ پر چھائے گہرے سیاہ بادلوں کی صورت اہل ایمان کے جگر آزما رہی ہیں۔ المیہ یہ ضرور ہے کہ ہر شمر روایت حسین رضی اللہ عنہ کی بات کرتا ہے! مگر مچھ کے آنسو بہاتا ہے۔ بیان جاری کرتا ہے۔ فرعونِ دوراں، اوباما مسلمانوں کے خون کے محلول میں دنیا کے سارے مسائل حل کرنا چاہتا ہے۔ سارے فراعنہ و نمارود یک جا ہیں۔ شام میں بشارالاسد جیسے بھیڑیے کو مقدس گائے کی طرح سینت سنبھال کر بحفاظت رکھا ہوا ہے۔ امریکہ، نیٹو کچھ کم نہ تھے۔ ایران، لبنان کے لشکر کافی نہ تھے۔ اب جاری تباہی بربادی میں مزید اضافہ کرنے کو روس کود پڑا ہے۔ امریکہ نے شام میں تازہ کھیپ 45 ٹن اسلحے کی پہنچائی ہے۔ داعش کے نام پر نیا ولولہ پیدا کر کے اب مسلمانوں کو داغنے کا نیا بہانہ، نیا برانڈ نام متعارف ہو گیا۔ اگرچہ نشانہ مسلمان ہر جا بن رہے ہیں، یہ تو صرف نام ہے جواز فراہم کرنے کا۔ ایسے میں ہمارے وزیر دفاع نے شام میں بہتی مسلم خون کی ندیوں میں اضافہ کرتے روس کے اقدام کو سراہنا ضروری جانا! اندرون ملک تا بیرون ملک دجالی جنگ کے ہر جزو کا حصہ دار بننا کیا اتنا ناگزیر ہے؟ آپ روس کو شاباش دے رہے ہیں شام میں خون بہانے پر؟ برطانیہ نے اسلام کے خلاف جاری وساری اس جنگ میں 77 لاکھ ڈالر مختص کیے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ انتہا پسندی کو جڑ پکڑنے سے پہلے ہی روکنا ہوگا۔ جھوٹ پر مبنی نظریات بے نقاب کرنے ہوں گے۔ برطانوی مسلمان اور ان کی ملک گیر تنظیمیں اس زبان کو خوب پہچانتی ہیں، سو سراپا احتجاج ہیں۔ انتہا پسندی اور جھوٹ سے مراد اسلام ہے۔ بھارت میں ہندو جنونیوں کے نظریات اور دیوانگی تو انتہا پسندی اور جھوٹ نہیں۔ شیو سینا کی درندگی کی حالیہ ہولناک کارروائیوں پر دجالوں کی دنیا میں ایک آہ بھی نہیں بھری گئی۔ اسلام کا محاسبہ، ہندو سے درگزر؟ اسرائیل کے نہتے، محصور، مظلوم مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم پر تجاہل عارفانہ۔ برطانیہ میں مسلم مدارس بند کرنے کا اعلان مزید ہے۔ ہمارے ہاں مشنری مدارس (سینٹ فلاں سکول) تو پھلیں پھولیں پورے ملک کے طول وعرض میں۔ یعنی عیسائی پادریوں اور راہبوں کے نام پر مدرسوں میں ڈٹ کر مسلمان بچوں کو تعلیم وتربیت دی جائے البتہ سارا ہنگامہ مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ یا مدرسہ عائشہؓ پر اٹھا کھڑا کیا جائے خواہ یہاں ہو یا وہاں! فرعون کی غرقابی کی داستان عاشورے پر تازہ کر لیجیے۔ ہماری نصابی کتاب قرآن میں تسلسل سے قصۂ فرعون وکلیمؑ دہرایا گیا ہے۔ فرعون اہل ایمان کے لڑکے ذبح کرتا اور بیٹیاں زندہ رکھتا تھا۔ آج بھی پوری دنیا کا منظر یہی ہے۔ قارون بھی اس کہانی کا جزو لاینفک ہے، جو مسلمان ہونے کے باوجود فرعون کا ساتھی بنا مال ودولت بناتا سمیٹتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو کر خزانوں سمیت زمین میں دھنسا کر نشانۂ عبرت بنا دیا گیا۔ مگر کیا کیجیے کہ آج کی دنیا کا کفر سراپا فرعون اور مسلم قیادتیں سراپا قارون ہیں!

10 محرم کا ایک پیغام مسلمان عورت کے لیے ہے اور ایک مسلمان مرد کے لیے۔ عورت کو بہ زبان اقبالؒ یہ نمونہ اختیار کرنا ہے۔ اسی میں امت کی حیات جاوداں ہے۔ کیا؟ کہ......

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ درآغوش شبیرے بگیری!

فاطمہؓ بن جا اور زمانے کی نگاہوں سے اوجھل ہو جا تاکہ تیری گود میں شبیرؓ جیسے بیٹے پل سکیں! لیکن اس دور میں اسوۂ شبیریؓ ذرا اپنے آقاؤں سے پوچھ دیکھیے تو انتہا پسندی و دہشت گردی کا لیبل پایئے گا۔ سو آج مسلمانوں کی بیٹیوں کے لیے حکم ہے کہ عریاں شو درایں عصر......! سوفٹ امیج اسلام کے شوق میں، روشن خیالی (یاد رکھیے روشن ضمیری نہیں!) نکھارنے کو عریاں تر ہوتے چلے جانا ہی حکم حاکم ہے۔ تعلیمی اداروں میں ہم نصابی سرگرمیوں کے نام پر یہی تمام اہتمام ہیں۔ برائیڈل شو، فیشن شو (فیشن کا مطلب ہے اب کیا دکھاؤں اور کون سا حصہ وا کروں)، رقص و موسیقی۔ مریم نواز اب مشعل اوباما سے تعلیمی اشتراک پر مزید معاہدے باندھ رہی ہیں! ع سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا! اور یہ کہ

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا!
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ!

یہ صدا درجہ بہ درجہ گھونٹتے تو اب ڈیڑھ دہائی ہونے کو آئی۔ اب مزید کیا......؟ ع کریدتے ہو راکھ جستجو کیا ہے؟ ملالہ یوسف زئی ایک ہی کافی نہیں؟ مغرب کے ایسے غلام اور باندیاں پیدا کرنا مطلوب ہے؟ ملالہ کی حقیقت پر اس سے بہتر روشنی کون ڈال سکتا ہے کہ اب اسلام دشمن جنونی شیو سینا نے ملالہ کو بھارت میں خوش آمدید کہنے کی بات کی ہے۔ مغربی کفر کی ڈارلنگ تو پہلے ہی تھی، اب شیو سینا نے بھی سندِ قبولیت عطا فرما کر مہر ثبت کر دی!

اندریں حالات نظریاتی کونسل کو نجانے کیا سوجھی کہ جمعیت العلمائے اسلام کے مولانا محمد خان شیرانی صاحب نے عورت کے چہرے کے پردے کو متنازع بنا ڈالا۔ مفتی محمد شفیعؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، سید مودودیؒ و دیگر اکابر مفسرین قرآن کی تشریحات کے عین برعکس یہ مؤقف نجانے کن مصلحتوں کا نتیجہ ہے۔ کجا ماند مسلمانی! وحید الدین خان، جاوید غامدی اور رینڈ کارپوریشنی علماء کے فتوے تو کبھی امت نے قبول نہیں کیے۔ سیکولر، لبرل طبقہ تو پہلے ہی پردہ، حجاب کے غم سے آزاد ہے۔ یہ تو پڑھے لکھے طبقے (جس نے قرآن، حدیث، علم حقیقی پڑھ رکھا ہو) کا مسئلہ ہے۔ سو وہ اس پر یک سو ہے۔ سیکولر حضرات و خواتین خواہ مخواہ اس معذرت خواہانہ فتوے پر بغلیں بجا بجا کر کہہ رہے ہیں۔ تری آواز واشنگٹن ڈی سی اور لندن پیرس! اگر آپ بات/عذر کرتے ہیں 21 ویں صدی کے تقاضوں کا، تو واضح رہے کہ 21 ویں صدی سے زیادہ حیا باختہ، جہالت زدہ، بے اخلاق و کردار و اقدار صدی پہلے کب تھی۔ سو پردہ سخت تر ہو گا یا نرم تر؟ جہاں عورت کے عدم تحفظ کی ساری حدیں ٹوٹ گئیں! پنہاں شو ازیں عصر۔ پچھلی صدی میں اقبالؒ عورت کو دنیا کی بے حیا آنکھ سے چھپا رہے تھے تو آج؟ یوں بھی اسلامی نظریاتی کونسل 700 سے زائد قوانین کو غیر اسلامی قرار دے چکی بشمول سود کی حرمت کے! انہیں تو کبھی درخور اعتناء نہ جانا۔ اب یکا یک یہ فرماں معتبر ترین ہو گیا؟ قرآن کے احکام اٹل ہیں، رینڈ کارپوریشن کے تابع نہیں۔ خاطر جمع رکھیے۔

نواز شریف کی امریکہ یاترا نئے سال اور محرم الحرام کا اہم ترین ایونٹ تھا۔ اوباما نے (شکر ہے) ہماری قربانیاں قبول فرمائیں۔ ہمیں شاباش بھی دی۔ (ہم نے کہا تھا ہمارا جینا، ہمارا مرنا اور ہماری قربانیاں سب تمہارے لیے وقف ہیں) ہم نے بھارت کی ساری شکایتیں بھی لگا دیں۔ ہمارے ایٹمی پروگرام کا حال پوچھ رہا تھا میلی آنکھ اور میلے دل سے۔ ہم نے مکمل صفائی پیش کر دی۔ سو اس کی تسلی کچھ نہ کچھ ہو گئی۔ ہم نے طویل اقتصادی پابندیاں، F-16 پر رقم دبا کر ستانا، ٹرخانا، تحقیر و تذلیل، سلالہ، بھلا کر 70 سالہ دوستی پر فخر بھی جتایا۔ رہا بھارت تو وہ اصلاً جگری دوست ہے امریکہ کا۔ اس میں دراڑ ڈالنا ہمارے بس میں نہیں۔ شکایتیں سن لیں۔ شکایتی چٹھیاں وصول کر لیں۔ سو ہم خوش ہیں۔ باقی ہمیں حسب سابق پاکستان کے بعد افغانستان میں بھی جھاڑو لگا کر اسلام پسندوں کو حتی الوسع صاف کرنے کی ڈیوٹی دوبارہ سونپی ہے۔ نواز شریف صاحب اس مرتبہ (بغیر پسینے کے) رواں انگریزی بولتے رہے۔ نجانے سپریم کورٹ کو بے وقت کی نفاذ اُردو کی راگنی کی کیا ضرورت تھی!

طالبان کو البتہ قندوز، غزنی، کابل سے ہٹا کر مذاکرات کی میز پر بٹھانے کا کام ذمے لگا ہے۔ اس کے لیے قوم دعا فرمائے! ہم فدوی امریکہ گئے تھے، غلام تر ہو کر واپس آئے ہیں......اور......

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

ہمارے تعلیمی نصابوں سے ذوق یقیں پیدا ہونے سے رہا۔ سو اللہ وارث!

ضرورت رشتہ

☆ اردو سپیکنگ مرد، عمر 43 سال، حافظ قرآن، تعلیم بی اے، بارلیش، شیخ صدیقی فیملی، اپنا کاروبار، ذاتی مکان، پہلی بیوی سے مکمل علیحدگی، اولاد نہیں ہے۔ 30 سال تک کی حافظہ یا عالمہ بیوہ یا کنواری کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ لاہور کے گرد و نواح والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0306-0450811
0312-4179711

☆ لاہور میں رہائش پذیر شیخ صدیقی فیملی (اردو سپیکنگ) کو اپنے بیٹے، عمر 23 سال، گونگا بہرا (پیدائشی)، خوبصورت، برسرِ روزگار، ذاتی مکان کے لیے شریف گھرانے سے 20 تا 22 سال کی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ لاہور کے گرد و نواح کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0333-4383391
0310-4004748

☆ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مقیم رفیق تنظیم اسلامی، سرکاری ملازم، عمر 45 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، ڈی ایچ ایم ایس، ذاتی مکان، پہلی بیوی بچوں سے علیحدگی، کے لیے دینی سوچ رکھنے والی خاتون عمر 30 تا 35 سال، متوسط طبقہ سے کسی بھی فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0333-6565825
0300-6563979

☆ شیخ صدیقی فیملی (اردو سپیکنگ) لڑکا، تعلیم میٹرک، عمر 23 سال، برسرِ روزگار، نمازی کے لیے دینی مزاج کی حامل خوبصورت اور خوب سیرت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کے ارد گرد رہنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0310-4004748
0333-4383391

دعائے صحت

☆ ناظم دعوت و تربیت حلقہ گوجرانوالہ حاجی خادم حسین کی اہلیہ کے پتّے کا آپریشن ہوا ہے۔

☆ ملتزم رفیق گوجرانوالہ ڈاکٹر ظفر اللہ خان جگر کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

علامہ محمد اقبالؒ کا فلسفہ اور ہم

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے یوم ولادت پر خاور چودھری کی فکر انگیز تحریر

اقبالؒ جب یہ کہتے ہیں:

تُو اے مولائے یثربؐ! آپ میری چارہ سازی کر
مری دانش ہے افرنگی، مرا ایماں ہے زُناری!

تو اس کا واضح مفہوم یہی ہے کہ انسانیت کی شفا و بقا اُسی تعلیم میں مضمر ہے جو ہمیں رسول اکرم ﷺ کے خزانوں سے ملی۔ دراصل اقبال ملت کی بے سمتی و بے ہمتی کو جان چکے تھے۔ وہ جانتے تھے قوم ظاہری چمک کا شکار ہو چکی ہے۔ یہ چمک اس کی بربادی کا سبب ہے اور اسے بربادی سے بچانا لازم ہے۔ یہ اُسی صورت میں ممکن ہے، جب قوم کے اندر وہ نور روشن ہو جائے جو اسلامی تعلیمات کے رہین منت ہے۔ اقبالؒ کے کلام میں جگہ جگہ یہی نکتہ بیان ہوتا ہے اور احساس دلایا جاتا ہے کہ عظمت رفتہ کے تمنائی اگر ہو تو اپنے اسلاف کے کردار و عمل کی پیروی کرو۔ مغرب کے میخانوں میں جھانکنے کی بجائے علم و ہنر کے اُن مکتبوں اور مخزنوں کی جانب بڑھو جو تمہارے آباء و اجداد نے آباد کیے۔ اقبال مغربی تہذیب اور ظاہری علوم کی چکا چوند میں گھرے ہوئے لوگوں کو احساس دلاتے ہوئے کہتے ہیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

مگر ہم نے اپنی کوتاہ ہمتی اور کج دماغی کے سبب اُس تعلیم پر عمل چھوڑ دیا۔ ہمارے ایوانوں اور مدرسوں میں ابھی تک جس کی گونج باقی ہے، اُس صدا سے ہمارے دل ہم آہنگ نہیں ہو سکے۔ آج جو ہم رہینِ کلیسا و دیر ہیں، تو اسی سبب ہیں۔ ہماری بے سمتیاں اور کج روی ہمیں اصل سے دُور لے گئی ہیں۔ جس چیز کو اپنی نجات کا ذریعہ خیال کر بیٹھے ہیں، اقبالؒ نے اس کے لیے فرمایا تھا: ع

یہ دیرِ کہن کیا ہے؟ انبارِ خس و خاشاک!

ہم اس خس و خاشاک کے لوبھ میں اپنی قیمتی متاع کھو بیٹھے، وہ علم کی موتی کتابیں جنھیں یورپ کی دانش گاہوں میں دیکھ کر اقبالؒ کا دل سی پارہ ہوتا ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ ہم دوسروں کے دام خیال میں آ گئے۔ اقبالؒ نے اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کیا اور پھر بے عملی کے شکار مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا:

تُو عرب ہو یا عجم ہو، ترا لا الٰہ الا!
لغتِ غریب، جب تک ترا دل نہ دے گواہی!

اس لیے کہ اقرار باللسان کافی نہیں، جب تک کہ تصدیق بالقلب نہ ہو۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے

یہ خون کیا ہے کہ جس کی ضرورت مومن کے دل کو ہے؟ یہ خونِ خلیلؑ و حسینؓ کے عمل میں ہے۔ یہ خونِ اویسؓ و بلالؓ کی راہوں میں ہے۔ اقبالؒ مسلمان کو اُسی منزل کا راہی بنانا چاہتے ہیں جس پر چلتے ہوئے انسان نیابت الٰہی کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ اسی لیے وہ مسلمانوں کی موجودہ حالت پر کفِ افسوس ملتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار یوں کرتے ہیں:؎

میرِ سپاہ نا سزا، لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیرِ نیم کش، جس کا نہ ہو کوئی ہدف
کس کو معلوم ہے ہنگامۂ فردا کا مقام
مسجد و مکتب و میخانہ ہیں مدت سے خموش!

اقبالؒ اس خاموشی کو توڑنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں ضمیر خوابیدہ کو جگائے بنا بات نہیں بنتی۔ وہ جانتے ہیں گفتار کے غازی میدان سر نہیں کیا کرتے۔ بوالہوس محبت شعار کر لیں تو وقار عشق تار تار ہو جاتا ہے۔ اقبال یہ محسوس کرتے ہی نہیں بلکہ کراتے بھی ہیں۔ اقبال کے کلام کو سمجھنے کے لیے زندہ دل کی ضرورت ہے، وہ زندہ دل جو مومن کے سینے میں ہے۔ وہ دل جو باعث جرأت وسکوں ہے۔ وہ دل وجہ دُنیا و دین ہے۔ اسی دل کے لیے اقبال فرماتے ہیں:

نگاہ عشق دل زندہ کی تلاش میں ہے!
شکار مردہ سزاوار شاہباز نہیں

اقبالؒ کا یہ شکوہ بجا بھی ہے کہ جس زمانے میں انہوں نے مسلم قوم کو باہمی منافرت اور رنجشوں کا شکار ہو کر غیروں کے سامنے سرنگوں دیکھا، تب دل بینا و بیدار خال خال دکھائی دیتا تھا۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کے احساس کو مہمیز لگائی۔ کبوتر کے تن نازک میں شاہین کا لہو پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اقبالؒ نے اپنے مخاطب کو دو طرح سے متاثر کرنے کی کوشش کی۔ اولاً عہد رفتہ کی عظمتیں بیان کر کے اور ثانیاً یہ احساس دلا کر کہ یہ جانِ تنگ و تاز مردِ مسلمان کے لیے ہے۔ اسی تناظر میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

لیکن یہاں ایک بنیادی سوال بھی موجود ہے کہ اقبالؒ کے نزدیک مومن ہے کون؟ اور یہ جہانِ رنگ و بو کس کی میراث ہے؟ ان کا یہ فرمودہ اس کی وضاحت کرتا ہے:

عالَم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!

آج اگر ہم اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ہم اب بھی اُسی مقام پر کھڑے ہیں جہاں اقبالؒ کے دور کا مسلمان تھا۔ کاہلی اور تن آسانی نے ہماری زندگیوں کو زنگ آلود کر دیا ہے۔ ہمارے دلوں میں خون جم چکا ہے۔ ہمارا دشمن ہمیں باہمی مخالفتوں میں اُلجھانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نیابت الٰہی جیسے ہم منصب سے محروم ہیں۔ ہماری منزل ہم سے دُور ہوتی جا رہی ہے۔ یہ کائنات ہمارے تصرف میں ہونی چاہیے تھی، لیکن بدقسمتی سے ہم اس کے استعمال میں آ چکے ہیں۔ اس بات کو اقبالؒ نے یوں لفظوں کا پیرہن عطا کیا تھا:

نہ تُو زمیں کے لیے ہے، نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے، تُو نہیں جہاں کے لیے

لیکن اقبال مایوس نہیں، غم واندوہ بیان کرتے ہیں۔ درد والم محسوس کر کے بھی اُمید کا دیا روشن رکھتے ہیں۔

یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روزگار
فتح کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار

ایک دن کے لیے یوم اقبال منا لینا کافی نہیں ہے۔ چند لمحوں کے لیے فلسفۂ اقبال کا ساتھ دینا بہت نہیں ہے۔ لازم یہ ہے کہ ہم اقبال کی فکر و فلسفہ کو مستقل رو بہ راہ

رکھیں۔ یہ وہی فکر ہے جو ہمیں اسلامی تعلیمات کے وسیلے سے نصیب ہے۔ اقبالؒ نے البتہ اسے اپنے خاص انداز اور خاص چاشنی سے پیش کیا۔ اس ملت کے فرد کی حیثیت سے ہم میں سے ہر ایک کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے تئیں اور اپنی سطح پر رہ کر قوم کو بیدار کرے۔ اس قوم کے نوجوانوں کو احساس دلائے کہ یہ عارضی زندگی اس لیے نہیں ہے کہ اسے یوں ضائع کر دیا جائے، بلکہ اس کے پیچھے عظیم مقصد ہے۔ وہ عظیم مقصد تب تک نہیں مل سکتا جب تک ہمارے اندر جہد مسلسل اور تہذیب نفس کی تکمیل نہیں ہوتی۔ آج ہم تاریخ کے جس سخت موڑ پر کھڑے ہیں، ہمیں پہلے سے کہیں زیادہ بیداری کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اپنی زندگیوں میں تبدیلی کے خواہاں ہیں تو لازم یہ ہے کہ قرآن میں غوطہ زنی کر کے ایمان اور معرفت کا نور حاصل کریں اور گفتار کے غازی بننے کی بجائے کردار کے غازی بنیں۔

☆☆☆☆☆

دین و دانش

قیامت کا زلزلہ

حافظ محمد مشتاق ربانی

سورۃ الحج کا آغاز قیامت کے زلزلہ کے ذکر سے ہوتا ہے۔ اس زلزلہ کے بارے میں ﴿ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝﴾ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں یعنی ”قیامت کا زلزلہ ایک حادثۂ عظیم ہے۔ وہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ اس کی ہولناکی اور وحشت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ماں کی شفقت اور پیار سے ہر کوئی واقف ہے لیکن قیامت کا زلزلہ اتنا شدید ہوگا کہ دودھ پلانے والی اپنے بچے سے غافل ہو جائے گی، اس کو اپنے بچے کی ہوش نہ رہے گی۔ اس دنیا میں اگر کوئی ناگہانی آفت آتی ہے تو ماں اپنی جان پر کھیل کر اپنے بچے کی زندگی محفوظ کرتی ہے لیکن قیامت کے زلزلہ سے وہ بھی اپنے آپ سے بے خبر ہو جائے گی اور بچے کو بھول جائے گی۔ قیامت کا ہچکولہ اتنا شدید ہوگا کہ جو مونث جاندار حمل سے ہوگا چاہے وہ عورت ہو یا کوئی جانور، اس کا حمل دہشت کی وجہ سے ضائع ہو جائے گا۔ لوگ اس دن مدہوش نظر آئیں گے لیکن یہ مدہوشی کسی اور وجہ سے نہ ہوگی بلکہ قیامت کی ہولناکی سے ان پر گھبراہٹ طاری ہوگی۔

سورۃ المزمل میں ہے کہ اس دن بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔

سورۃ الزلزال قرآن مجید کی ایک مختصر سورت ہے، جس کے آغاز میں ہے: ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝﴾ اس دن زمین کو خوب ہلا دیا جائے گا۔ بظاہر زمین اور پہاڑ مضبوط دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ ہل جائیں گے۔ انسان سراسیمگی میں کہے گا: زمین کو کیا ہوا؟ اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہوگا۔ سورۃ القارعۃ میں تو ذکر ہے کہ لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح اڑیں گے۔ ایک حدیث کے مطابق اس دن تین نفخہ ہوں گے۔ پہلا نفخۃ الفزع ہوگا۔ لوگوں پر خوف طاری ہو جائے گا۔ دوسرا نفخۃ الصعق ہے۔ تمام جاندار مر جائیں گے۔ تیسرا نفخۃ البعث ہے۔ انہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا اور وہ اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے۔

سورۃ النازعات میں ہے: ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸﴾۔ ”قیامت کے روز زمین کو بھونچال آئے گا پھر اس کے پیچھے اور (بھونچال) آئے گا۔ اس دن لوگوں کے دل خائف ہو رہے ہوں گے“۔ گویا قیامت کا زلزلہ بڑا سخت ہوگا۔ اس کی ہولناکی کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔

سورۃ الفجر میں ہے کہ اس دن زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی۔ قیامت کے زلزلے کی جو کیفیات وارد ہوئی ہیں ان کو گہرے طور پر محسوس کرنے کی ضرورت ہے۔

قیامت سے پہلے جو زلزلے ہماری زندگی میں آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوتے ہیں۔ سورۃ السجدہ میں الْعَذَابِ الْاَدْنٰى اور الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ دونوں کا ذکر ہے۔ عذاب ادنیٰ کی مختلف شکلیں ہیں، جیسے سیلاب اور زلزلے آنا۔ عذاب اکبر قیامت سے متعلق ہے۔ عذاب ادنیٰ آنے کی وجہ یہ بیان ہوئی کہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں۔ سرکشی کا راستہ چھوڑیں اور اطاعت والا راستہ اختیار کریں۔ سورۃ الروم میں بھی ان آفات کے آنے کا حتمی مقصد بطور سزا یہی بیان ہوا ہے کہ اللہ کی جانب متوجہ ہوں۔ سائنسدان زلزلوں کی مختلف توجیہات کرتے ہیں جس کی اپنی افادیت ہے لیکن ایک مسلمان کی یہ سوچ ہونی چاہیے کہ اصل طاقت وقوت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جس کے حکم کی وجہ سے یہ تبدیلیاں آتی ہیں۔

دنیا میں جو زلزلے آتے ہیں ان کے بارے میں یہ تصور رکھنے کی ضرورت ہے کہ اصل فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ کی ذات مختار مطلق ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور انسان کو رجوع الی اللہ کرنا چاہیے۔ توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔ ان زلزلوں کے مشاہدے کے بعد بھی اگر انسان پر خشیت الٰہی طاری نہیں ہوتی تو پھر اسے اپنی سنگدلی کی فکر کرنی چاہیے۔ بے مقصد بحثوں میں الجھ کر رقت قلبی کو بے خوفی میں بدلنا نہیں چاہیے۔ اگر دنیا میں آنے والے ان زلزلوں سے ہم عبرت حاصل نہیں کرتے اور عذاب اکبر سے بچنے کی فکر نہیں کرتے تو ہم بہت بدقسمت ہیں۔ یہ عذاب ادنیٰ تو انسانوں کو جھنجھوڑتے ہیں کہ ہوش میں آؤ اور عذاب اکبر کی سختی سے بچنے کی تدبیر کرو۔ کاش! ہم جان جائیں۔ اے کاش! اس سے بچنے کی تدبیر اللہ رب العزت نے اپنے کلام میں بتائی ہے جسے اُس کے رسولؐ نے کھول کھول کر ہم پر واضح کر دیا ہے۔ کیا ہم سمجھیں گے؟ زلزلوں اور اس جیسی آفات سے سورۃ الحدید کی وہ آیت یاد آ رہی ہے جس میں کہا گیا کہ ”کیا اہل ایمان کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا ہو۔“

☆☆☆☆☆

وزیر اعظم کا دورۂ امریکہ: توقعات اور خدشات

22 اکتوبر 2015ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی

☆ ایوب بیگ مرزا: ناظم نشرواشاعت، تنظیم اسلامی

☆ رضاء الحق: ریسرچ سکالر، تنظیم اسلامی

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد خلیق

سوال: وزیر اعظم کے دورۂ امریکہ سے پہلے یہ تاثر کیوں عام ہوا ہے کہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر کوئی سمجھوتا ہونے جا رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: سمجھوتا ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا' یہ بعد کی بات ہے۔ اصل میں غور طلب امر یہ ہے کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اب اچانک کیوں تیزی سے اُبھرا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نائن الیون کے بعد پاکستان کو سیاسی طور پر عدم استحکام کا شکار کرنے کے لیے ایک سلسلہ جاری تھا۔ یہاں مختلف تنظیمیں پیدا کی گئیں جنہیں امریکہ' اسرائیل اور بھارت کی خفیہ ایجنسیوں کی طرف سے ہر قسم کی مالی اور اسلحہ کی مدد ملتی تھی۔ پاکستان کے شمال مغرب یعنی کے پی کے اور فاٹا میں دہشت گردی کی بہت سی وارداتیں کیں۔ بلوچستان میں بی ایل اے اور علیحدگی پسندوں کو اُبھارا گیا۔ کراچی میں ''را'' کا باقاعدہ نیٹ ورک قائم ہو چکا تھا۔ ایسے میں جنرل راحیل شریف نے دہشت گردی کے خلاف انقلابی اقدام کیے۔ ایک طرف شمال مغرب میں دہشت گردوں کا صفایا کیا تو دوسری طرف کراچی میں ''را'' اور ایم کیو ایم کے تعلق پر کاری ضرب لگائی۔ بلوچستان میں معاملات کو کافی حد تک سدھارا گیا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ہمارے دشمنوں نے سمجھا کہ ان کا پلان فیل ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا تھا تاکہ پاکستان کی جوہری طاقت کو ختم کیا جائے۔ ایک عرصے سے حتمی ہدف یہی تھا۔ چنانچہ راولپنڈی میں جی ایچ کیو پر حملہ ہوا۔ کراچی میں مہران ایئر بیس پر حملہ ہوا۔ کوئی چیز محفوظ نہیں تھی۔ لیکن اب اس پالیسی کو ناکام ہوتا دیکھ کر انہوں نے ایک دم ٹرن لیا ہے۔ پاکستان کو ایٹمی دھماکے کیے ہوئے 16 سال گزر چکے ہیں' اب اس میں تیزی اس لیے آئی ہے کہ وہ اندرونی طور پر جو معاملہ کرنا چاہ رہے تھے اس طرف سے ناکامی ہوئی ہے۔ تاہم ہمیں وزیر اعظم سے بھی اور اپنی عسکری قیادت سے بھی یہی اُمید ہے کہ وہ امریکہ کے ان مذموم عزائم کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچنے دیں گے۔

سوال: وزیر اعظم کے دورہ سے قبل امریکہ کے میڈیا پر پاکستان کے جوہری پروگرام کے حوالے سے واویلا کیا معنی رکھتا ہے؟

رضاء الحق: پہلے میں ایوب بیگ صاحب کی بات میں اضافہ کروں گا۔ ان سب چیزوں کے علاوہ ہماری سیاسی اور عسکری اسٹیبلشمنٹ نے انٹرنیشنل لیول پر متبادل ڈھونڈنے کی کوشش بھی کی کیونکہ بہت عرصے سے ہم صرف امریکہ پر انحصار کر رہے تھے۔ اب چین اور اس کے ذریعے روس کے ساتھ ہمارے کچھ عسکری تعلقات بھی بڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے ہمیں بالکل اسی طرز کا سول نیوکلیئر معاہدہ آفر کیا ہے جیسا امریکہ بھارت کو آفر کر چکا ہے۔ سرکاری طور پر یہ چیزیں کبھی سامنے نہیں آئیں گی لیکن ہمیں اس کے پورے شواہد نظر آتے ہیں۔ تو یہ ایک تبدیلی آئی ہے۔

سوال: کیا ان باتوں کا امریکہ کو پتا نہیں ہے؟ ان حالات میں کیا وہ پاکستان کے ساتھ سول ایٹمی معاہدہ کرنے کے لیے پہل نہیں کرے گا؟

رضاء الحق: یہی تو وہاں سے بیانات آ رہے ہیں کہ پاکستان کو آن بورڈ لینے کی ضرورت ہے۔ وزیر اعظم کے دورے سے پہلے جس طرح کانگریس میں قرارداد پاس ہوئی ہے کہ پاکستان کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کی ضرورت ہے' یہ اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔

سوال: ابھی تو وہ پاکستان کو سپلائرز گروپ میں بھی شامل نہیں کر رہے؟

رضاء الحق: وہ پاکستان کو شامل کرنا چاہتے ہیں لیکن سرتاج عزیز کے بیان کے مطابق' پاکستان اس میں مزید دلچسپی نہیں لے رہا۔ اس سے پہلے آئی ایس آئی کے چیف نے بھی وہاں کا دورہ کیا ہے۔ انہوں نے واپس آ کے پوری سیاسی اور عسکری قیادت کو اس حوالے سے بریفنگ دی۔ اس پورے معاملے کا لب لباب یہ ہے کہ پاکستان کے پاس متبادل آپشن موجود ہیں۔

سوال: امریکہ کے میڈیا میں پاکستان کے جوہری پروگرام کے خلاف پروپیگنڈے کے پیچھے کون ہے؟

رضاء الحق: آن دی فرنٹ امریکہ ہے۔ اس کے پیچھے اسرائیل ہے۔ بھارت بھی موجود ہے۔ یہ سب مل کر اس صورت حال میں پاکستان کو نفسیاتی طور پر کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح بھارت نے کولڈ سٹارٹ ڈاکٹرائن دی تھی' جو حقیقت میں ایک جھوٹ تھا۔ بھارت کو اپنی فوج موبلائز کرنے کے لیے تقریباً 48 گھنٹے چاہئیں جبکہ پاکستان کو اس کام کے لیے 24 گھنٹے سے بھی کم درکار ہیں۔ لہٰذا بھارت کی کولڈ سٹارٹ ڈاکٹرائن کبھی اس طرح کامیاب نہیں ہو سکتی تھی جس طرح انہوں نے اسے پیش کیا ہے۔ البتہ اس کے مقابلے میں پاکستان نے tactical نیوکلیئر ہتھیار بنائے ہیں۔ پاکستان کے پاس لانگ رینج میزائل بھی ہیں۔ شاہین 3 کی رینج ایک طرف سارے بھارت کو کور کرتی ہے تو دوسری جانب اسرائیل تک پہنچتی ہے۔ جب اسرائیل کی بات آتی ہے تو امریکہ اپنے ذاتی مفادات کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ سارا امریکی میڈیا اس چیز کو hype دیتا ہے کہ یہاں سے ہمیں خطرہ ہے اس لیے اسے زیادہ باریکی سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ وہ پاکستان کی طرف سے خطرے کو یوں نہیں دیکھتے کہ اس کو تباہ کر کے کوئی حل نکالا جائے۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ مسئلے کا حل پاکستان کے قریب رہنا ہے تاکہ اسے mold کر سکیں۔

> نائن الیون کے بعد پاکستان کو سیاسی طور پر عدم استحکام کا شکار کرنے کے لیے ایک سازش جاری تھی' جسے ناکام ہوتا دیکھ کر ہمارے ایٹمی پروگرام کو دوبارہ ہدف بنا لیا گیا ہے۔

سوال: اگر امریکہ ہمارے اتنا قریب ہو رہا ہے‘ ہمارے مفادات کا تحفظ کر رہا ہے تو کیا فائدہ مند نہیں؟

رضاء الحق: وہ ہمارے مفادات کا تحفظ کبھی نہیں کرے گا۔ قریب ضرور ہوگا لیکن صرف اپنے مفادات کا تحفظ کرے گا۔ ہمیں اس طرف mold کرے گا۔

سوال: وزیراعظم کے دورۂ امریکہ سے قبل ہماری وزارت خارجہ کی طرف سے چھوٹے ایٹمی ہتھیار بنانے کا اعلان کیا معنی رکھتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلے میں امریکہ کے میڈیا کے حوالے سے بات کر دوں۔ امریکہ کا میڈیا اپنی حکومت بلکہ پنٹاگون

> پاکستان بہت عرصے سے صرف امریکہ پر انحصار کر رہا تھا۔ اب ہماری سیاسی اور عسکری اسٹیبلشمنٹ نے بین الاقوامی سطح پر متبادل ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے‘ جس میں انہیں کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے۔

کا ہراول دستہ ہے۔ انہوں نے جس پر حملہ کرنا ہو‘ جو ہدف حاصل کرنا ہو اس کے لیے پہلے میڈیا کو آگے کرتے ہیں۔ وہاں کا میڈیا اندرونی معاملات میں چاہے حکومت پر سو تنقیدیں کرے لیکن خارجی معاملات میں اس کی ہاں میں ہاں ملائے گا۔ انہیں وزیراعظم نواز شریف کی آمد سے پہلے ان کی وقعت کو کم کرنا تھا‘ ان پر ایک نفسیاتی حملہ کرنا تھا‘ مذاکرات کے دوران انہیں دباؤ میں رکھنا تھا اس لیے جس دن وزیراعظم وہاں پہنچے ہیں‘ فارن افیئر جنرل نے ایک رپورٹ شائع کی کہ ایک بے وقعت وزیراعظم جس کی اپنے ملک میں کوئی حیثیت نہیں وہ امریکہ آ رہا ہے۔ مزید یہ کہ بعد میں جب آرمی چیف آئے گا تو اصل مذاکرات اس سے ہوں گے۔ یہ درحقیقت نفسیاتی حملے ہیں۔ یہ دورہ وزیراعظم کے اقوام متحدہ کے اجلاس میں شرکت سے کافی پہلے طے ہو گیا تھا۔ اُس وقت وزیراعظم سے جان کیری کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس ملاقات میں جان کیری نے سفارتی آداب کے انتہائی منافی حرکت کی‘ جسے میں بے ہودگی اور بدمعاشی کہوں گا۔ میاں نواز شریف ہمارے ملک کے وزیراعظم ہیں۔ ہمیں ان سے سو اختلاف ہوں لیکن پھر بھی ہم چاہیں گے کہ جب وہ ملک سے جائیں تو انہیں ایک باعزت مقام ملے۔ ملاقات کے دوران کسی بات پر جان کیری نے میز پر زور سے مکا مارا اور کہا: مسٹر نواز! یہ تقریباً چیخنے کا انداز تھا۔ امریکی وزیر خارجہ کا پاکستان کے وزیراعظم کو مخاطب کرنے کا یہ کوئی طریقہ نہیں۔ پھر یہ بھی ان کا طریقہ واردات ہے کہ اس واقعے کو انہوں نے خود میڈیا کو لیک بھی کر دیا۔ تو یہ ان کے حربے ہیں‘ جنہیں وہ ہمیشہ اختیار کرتے ہیں۔ جب انہوں نے کسی ایسے ملک کے چیف ایگزیکٹو سے مذاکرات کرنے ہوں جسے دبانا مقصود ہو‘ زبردستی کوئی مقصد حاصل کرنا ہو تو ایسا کرتے ہیں۔

جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے‘ پاکستان کے tactical ایٹمی ہتھیار بنانے کا انکشاف وزارت خارجہ کے ترجمان نے نہیں کیا بلکہ سیکرٹری خارجہ اعزاز چودھری نے خود کیا ہے۔ یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کسی بھی وزارت کا سیکرٹری انتظامی طور پر سب سے اعلیٰ عہدے پر ہوتا ہے۔ پاکستان نے پہلی دفعہ اس طرح کی کوئی جرأت کی ہے کہ امریکہ نے اگر وزیراعظم کے آنے سے پہلے کچھ حربے اختیار کیے ہیں تو ان کا ایسے ہی ایک حربے سے جواب دیا گیا ہے کہ آپ بھارت کے ذریعے ہمیں نہ دھمکائیں۔ بھارت کا علاج ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر اس کے پاس کولڈ سٹارٹ ڈاکٹرائن ہے تو ہمارے پاس اس کا یہ حل ہے۔ چھوٹے سائز کے یہ ہتھیار صرف فیلڈ میں کام آئیں گے اور فوجوں کو تباہ کریں گے۔ شہروں اور ان کی تنصیبات وغیرہ کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ انہیں ابھی تک بھارت بھی نہیں بنا سکا۔ غالباً یہ ابھی صرف امریکی اور اسرائیل کے پاس ہیں۔

سوال: اس موقع پر اس بیان کی کیا اہمیت تھی؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بیان بہت اہمیت کا حامل تھا جو بروقت دیا گیا ہے۔ اس کی تحسین کی جانی چاہیے۔ بڑا ایٹمی ہتھیار بنانے کی نسبت چھوٹا ایٹمی ہتھیار بنانا زیادہ مشکل بھی ہے اور مہنگا بھی۔ پھر یہ کہ بڑے ایٹمی ہتھیار سارے ملک کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اس کا استعمال بہت تباہ کن ہے‘ جس کے اثرات استعمال کرنے والے ملک پر بھی ہوتے ہیں۔ چھوٹے ایٹمی ہتھیار اس وقت استعمال ہوں گے جب فوجیں سرحد پر آمنے سامنے ہوں گی۔ آٹھ سے دس میل کے علاقے میں جو بھی چیز ہوگی‘ جل کر راکھ ہو جائے گی لیکن کسی شہر کو نقصان نہیں پہنچے گا۔

سوال: ایسی حکومت جس کا اقتدار چند ماہ کے بعد ختم ہونے والا ہے‘ اس کو بھارتی مداخلت کے ثبوت دینے کا کیا فائدہ ہوگا؟

رضاء الحق: پاکستان نے یہ dossier یو این او کے سیکرٹری جنرل کو بھی دیے تھے۔ اس کے علاوہ پاکستان کی جہاں جہاں پہنچ ہو سکتی تھی‘ ان سب کو بھی دیے ہیں۔ امریکہ میں الیکشن سر پر ہیں لیکن ایک چیز سمجھنے والی ہے کہ امریکہ اور اس جیسے مغربی ممالک میں حکومت تو تبدیل ہو سکتی ہے‘ ریاستی خارجہ پالیسی تبدیل نہیں ہو سکتی۔ یہ دستاویزات متعلقہ ادارے کو پہنچائی گئی ہیں۔ وہ ادارہ اس کو دیکھے گا‘ فیصلہ البتہ اس پر کچھ نہیں کرے گا۔ امریکہ اس پر یہی کہتا ہے کہ آپ آپس میں مل کر معاملات طے کریں۔ ہم سہولت کار کا کردار بھی انجام نہیں دیں گے۔ ایک فائدہ اس کا یہ ہوا ہے کہ پوری دنیا کے میڈیا میں لائم لائٹ ہو گیا کہ بھارت کی جانب سے مداخلت ہو رہی ہے۔ اس ساری صورت حال میں بھارت زیادہ بدنام ہوا ہے۔

سوال: سول جوہری تعاون کے لیے چین‘ روس اور امریکہ میں سے کس کے ساتھ معاہدہ کرنا پاکستان کے مفاد میں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کے ساتھ کسی قسم کا معاہدہ کرنا کسی صورت میں بھی پاکستان کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ سابق امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر نے ایک بات کہی تھی کہ امریکہ کی دوستی اس کی دشمنی سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ لہٰذا امریکہ کے قریب جا کر اس سے ایسی چیز حاصل کرنا تو بہت ہی نقصان دہ ہوگا۔ یہ تو ان کو اپنے گھر میں بلا کر اپنی چیزوں کو غیر محفوظ کرنے والی بات ہے۔ امریکہ سے تو ایسا معاہدہ قطعی طور پر نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے لیے

> امریکی میڈیا پر پاکستان کے جوہری پروگرام کے حوالے سے واویلا پاکستانی قیادت کو دباؤ میں لانے کا ایک نفسیاتی حربہ ہے۔ پاکستان کی طرف سے چھوٹے ایٹمی ہتھیار بنانے کا انکشاف اس پروپیگنڈے کا مؤثر جواب ہے۔

سب سے زیادہ قابل اعتماد دوست چین ہے۔ چین نے آج تک ہمیں جو بھی امداد دی ہے‘ اس کے رویے اور سلوک سے یہ کبھی ظاہر نہیں ہوا کہ وہ دینے والا ہے اور ہم لینے والے ہیں۔ امریکہ تو ہمیں بھکاری بنا کر اور خود حاتم طائی

بن کر معاملات طے کرتا ہے۔ اگر چین ہمیں دے گا تو اس میں پاکستان کی بھلائی کے ساتھ اس کا اپنا بھلا بھی ہے۔ اس خطے میں امریکہ کا نائب بھارت ہے، جسے وہ علاقے کا تھانے دار بنانا چاہتا ہے۔ چھوٹے ممالک جیسے مالدیپ، سری لنکا، نیپال، بنگلہ دیش ہندوستان کے محتاج ہیں۔ پاکستان واحد ملک ہے جو بھارت کے خلاف کھڑا ہو سکتا ہے۔ اگر امریکہ بھارت کے ذریعے چین سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کرتا ہے تو صرف پاکستان ہی اس کے لیے سٹینڈ لے سکتا ہے۔ لہٰذا وہ اگر پاکستان سے دھوکا کرنا بھی چاہے گا تو نہیں کر سکے گا۔ اس کے لیے ایسا کرنا گویا اپنی سلامتی سے کھیلنا ہے۔ امریکہ کی چین کے گھیراؤ کی پالیسی میں سب سے بڑی رکاوٹ پاکستان ہی ہے۔ اس حقیقت کو چین بھی سمجھتا ہے۔

سوال: وزیراعظم نے دورۂ امریکہ کے دوران وزیر خزانہ کے ہمراہ آئی ایم ایف کے ایم ڈی سے ملاقات کی ہے۔ یہ ملاقات پاکستان کو مزید قرضوں میں ڈبونے کا باعث تو نہیں بنے گی؟

رضاء الحق: آئی ایم ایف کے ساتھ پاکستان کا تعلق بدقسمتی سے پاکستان کے نقصان دہ ہی رہا ہے۔ پاکستان ان سے قرضہ لیتا ہے۔ اس کے لیے پاکستان کو بہت سی شرائط تسلیم کرنی پڑتی ہیں، جس کا اثر عام لوگوں پر پڑتا ہے۔ پھر اس قرض کی واپسی کی میعاد ختم ہونے پر دوبارہ قرض لیا جاتا ہے جو مہنگی شرح پر ملتا ہے۔ یوں سود در سود کا معاملہ بڑھتا جاتا ہے۔ آئی ایم ایف اپنے وسائل دوسرے ممالک کو صرف قرضوں میں ڈبونے کے لیے استعمال نہیں کرتا بلکہ یہ ہتھیار انہیں ایک طرح سے غلام یا اپنے زیرنگیں رکھنے کے لیے بھی کام آتا ہے۔ پاکستان کو آئی ایم ایف کے ساتھ مزید تعلق رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں براہِ راست چینی حکومت یا اس کے تحت قائم نئے بینک کے ذریعے بھی پارٹنرشپ کے ساتھ سرمایہ کاری حاصل ہو سکتی ہے۔

سوال: پھر یہ نئے معاہدے کیا معانی رکھتے ہیں؟

رضاء الحق: وہ سوشل انجینئرنگ کے لیے پیسے فراہم کریں گے۔ جو پیسہ آئے گا وہ کچھ خاص پروجیکٹس کے اوپر استعمال ہوگا۔ اس رقم کا ایک بڑا حصہ تو ایجوکیشن سیکٹر پر ہے۔ وہ ہماری تاریخ کے نصاب کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، جس کے اپنے مقاصد ہیں۔ اسی طرح پچھلے دنوں ''پنک رکشہ سکیم'' چلی تھی۔ یہ اس حوالے سے بڑی افسوس ناک تھی کہ رکشہ تو اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بطور روزگار استعمال کیا جاتا ہے جبکہ کچھ لوگ اس کو ایک مشغلے کے طور پر استعمال کر رہے تھے اور سوشل میڈیا پر comments دے رہے تھے کہ میں نے پہلی دفعہ رکشہ چلایا اور مجھے بڑا مزہ آیا۔ یہ خواتین کا پروگرام تھا۔

سوال: وزیراعظم کی صدر اوباما سے ملاقات کے موقع پر ایم کیو ایم نے ایک بہت بڑا مظاہرہ پلان کیا ہوا ہے۔ کیا یہ ملک دشمنی کے مترادف نہیں ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: یقیناً ہوگا! اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ مظاہرہ وزیراعظم کے خلاف نہیں بلکہ اپنی افواج کے خلاف کر رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ الطاف حسین لندن میں بیٹھ کر جو کچھ کر رہا ہے، عام حالات میں کسی غیر ملکی کو اس طرح کی باتیں کرنے اور دوسروں کو قتل کی دھمکیاں دینے کی اجازت برطانوی حکومت کبھی نہیں دے سکتی۔ ہرگز نہیں! بین الاقوامی قوتوں اور خفیہ ایجنسیوں کے لیے کراچی بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ پاکستان میں جن مسائل کو بڑھایا جا رہا تھا ان میں کراچی بھی شامل تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں ایم کیو ایم کی بڑی مضبوط گرفت ہے اور اسے سیاسی حمایت بھی حاصل ہے۔ چنانچہ ایم کیو ایم کو اپنے ہاتھ میں کرنے کے لیے امریکہ اور برطانیہ الطاف حسین کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے تھے۔ اسی لیے تو اس نے بھارت میں یہ کہا کہ ہمارے بزرگوں کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے پاکستان بنایا۔ ایم کیو ایم کے کارکن بھارت جا کر ''را'' سے ٹریننگ حاصل کرتے رہے ہیں۔ ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی کے ایک رکن کا سگا بھائی ''را'' میں ملازم ہے۔ اس صورت حال میں ایم کیو ایم اپنا فرض ادا کر رہی ہے جس کے لیے اس کو قائم کیا گیا تھا۔ وہ نمک حلالی کر رہی ہے۔

> **ایم کیو ایم کے مطالبوں کا خلاصہ یہی ہے کہ کراچی کو پھر اسی ڈگر پر لایا جائے جس پر یہ پہلے تھا۔ یعنی ہمیں بھتہ خوری کی اجازت ہونی چاہیے، ٹارگٹ کلنگ کی اجازت ہونی چاہیے، کراچی کا اقتدار اور اختیار ہمارے حوالے کر دیا جائے جس کے بعد ہم جو چاہے من مانیاں کرتے رہیں!**

میں یہاں یہ بھی کہوں گا کہ حال ہی میں حکومت کی طرف سے بڑی فراخ دلی کا جو مظاہرہ کیا گیا ہے، وہ شدید طور پر قابل مذمت ہے۔ ایم کیو ایم سے استعفے واپس لینے کے حوالے سے منعقدہ اجلاس میں اسحاق ڈار نے اس شخص کو ساتھ بٹھایا ہوا تھا جس کے بارے میں خود حکومت ہی کہہ رہی ہے کہ یہ ''را'' کا ایجنٹ ہے۔ اس کے ساتھ ایسا معاہدہ کر رہے ہیں جس کے تحت استعفے واپس ہو جائیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ ایم کیو ایم کا کوئی بھی مطالبہ پورا کرنا حکومت کے بس کی بات ہی نہیں۔ ایم کیو ایم کے مطالبوں کا خلاصہ یہی ہے کہ کراچی کو پھر اسی ڈگر پر لایا جائے جس ڈگر پر یہ پہلے تھا۔ یعنی ہمیں بھتہ خوری کی اجازت ہونی چاہیے، ٹارگٹ کلنگ کی اجازت ہونی چاہیے، کراچی کا اقتدار اور اختیار ہمارے حوالے کیا جائے، جس کے بعد ہم جو چاہے من مانیاں کرتے رہیں۔

سوال: وزیراعظم کا دورۂ امریکہ اس حوالے سے مشکوک ہے کہ آئی ایس آئی چیف ان سے پہلے امریکہ گئے ہیں، اب وزیراعظم دورہ کر رہے ہیں اور ان کے بعد آرمی چیف کا دورہ ہے۔ ان انفرادی نوعیت کے دوروں کا کیا مطلب ہے؟ کیا اعلیٰ سطح کے کوئی اہم فیصلے ہونے والے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: مشکوک کا لفظ استعمال نہ کریں، البتہ یہ کہیں کہ پاکستان کے بارے میں کوئی بہت ہی فیصلہ کن معاملہ ہونے والا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے تمام مقتدر حلقوں کو آن بورڈ لینا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے وہ کیرٹ اور سٹک دونوں آگے رکھیں گے، جن میں سے پاکستان کو کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ دعا کیجیے کہ پاکستان دل کا انتخاب کرے۔ اگر پاکستان نے شکم کا فیصلہ کیا تو یہ پاکستان کی تباہی کا فیصلہ ہوگا۔ یہ خودکشی ہوگی۔ پاکستان کو ایک سخت فیصلہ کرنا چاہیے اور حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ ہر وہ فیصلہ پاکستان کے مفاد میں ہوگا جس میں امریکہ کو انکار کیا جائے، کیونکہ اُدھر سے ہمیشہ وہ بات آئے گی جو پاکستان کو کمزور تر کرنے والی ہو!

اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ''خلافت فورم'' کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

عافیہ کے حجاب کو سلام

مسز بینا حسین خالدی ایڈووکیٹ

نبی برحق، حضرت محمد ﷺ کے دورِ نبوت میں، بنوقینقاع نامی قبیلے کے ایک یہودی نے ایک مسلمان عورت کو چھیڑا۔ حضور ﷺ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور انہیں مدینے سے مار بھگایا۔ آپؐ کو معلوم ہوا کہ کعب بن اشرف یہودی، مسلمان عورتوں کی ہنسی اُڑاتا ہے اور ان کے خلاف بے ہودہ اشعار لکھتا ہے تو آپؐ نے صحابہ کی ایک جماعت بھیج کر اُسے قتل کروا دیا۔ آپؐ یہ بھی گوارا نہ فرماتے تھے کہ عورتوں کی موجودگی میں سواری کو تیز چلایا جائے اور انہیں کوئی دھچکا لگے۔ آپ ﷺ نے جہاں خواتین کی عزت و حرمت اور ان کے ساتھ بہترین سلوک کو اتنی زیادہ اہمیت دی، وہاں پردے اور حجاب کی پابندی کو بھی ان کی عزت و عصمت کی حفاظت کے لیے لازمی قرار دیا۔ لیکن آج 57 اسلامی ممالک کے ہوتے ہوئے بھی اسلام دشمن قوتیں مسلم عورت کے حجاب کی دشمن ہیں۔ ان کے خفیہ ادارے، کسی بھی حجاب والی عورت کو زبردستی اغواء کر کے ''القاعدہ لیڈی'' ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کسی بھی داڑھی والے کو راہ چلتے پکڑ کر، دہشت گرد قرار دیتے ہیں اور قرآن کریم کی جو آیات مقدسہ انہیں اپنے خلاف نظر آتی ہیں انہیں خارج کروانے کی ضد کرتے ہیں، جب اس میں کامیاب نہیں ہو پاتے تو قرآن کی بے حرمتی کرتے ہوئے اسے جلانے، پھاڑنے اور مٹانے کے لیے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ اپنے عقوبت خانوں میں قید، بے گناہ مسلمانوں کو مجبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ قرآن عظیم کو پیروں تلے روندیں اور عقوبت خانوں کے باتھ روم میں مقدس اوراق پھاڑ کر پھینکتے ہیں اور مسلمان قیدیوں سے کہتے ہیں کہ ان پر اپنی غلاظت بہاؤ اور حکم عدولی پر بہت سے مسلمان قیدیوں کو تشدد کر کے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اس قدر شدید اور ہولناک مظالم کے باوجود بھی مسلم برادری خاموش تماشائی بنی رہتی ہے۔ ایسے ہی عقوبت خانوں کی سنگلاخ دیواروں کے پیچھے ''بگرام جیل کی'' لیڈی القاعدہ'' قیدی نمبر 506، ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی بہیمانہ تشدد کے وار سہتے سہتے اپنے حجاب، اپنے گھربار، اور اپنے پیارے بچوں کے لیے تڑپتی رہی ہے جس کی چیخیں سن کر وہاں پر دوسرے مسلمان قیدی روتے تڑپتے تھے اور بھوک ہڑتال کرتے تھے۔

انور غازی اپنی کتاب ''عافیہ'' میں لکھتے ہیں کہ عافیہ 30 مارچ 2003ء کو اپنے تین معصوم بچوں کو ساتھ لے کر کراچی سے راولپنڈی جانے کے لیے گھر سے نکلی، ابھی گلشن اقبال کے سفاری پارک کے قریب ہی پہنچی تھی کہ چند مسلح افراد نے انہیں زبردستی روک لیا۔ عافیہ زبان حال سے خود اپنی کہانی سناتے ہوئے کہتی ہے:

''ایک دن میں اپنے تین معصوم بچوں کے ساتھ ٹیکسی میں سوار ہو کر ائیرپورٹ جانے کے لیے گھر سے نکلی تو پولیس نے مجھے روک لیا ان کے ساتھ ایف بی آئی کی ایک ٹیم بھی تھی۔ میں نے اپنے جرم کے بارے میں سوال کیا تو زناٹے دار تھپڑ میرے منہ پر رسید کیے گئے اور ایسی غلیظ گالیوں کا زہر میرے کانوں میں گھل گیا جن سے آج تک میرا واسطہ نہیں پڑا تھا۔ میں روتی تڑپتی اور سر پٹختی رہی اور اپنے پاکستانی اور بے گناہ مسلمان ہونے کی قسمیں کھاتی رہی مگر انہیں مجھ پر ذرا ترس نہیں آیا۔ میرے چہرے سے نقاب نوچا گیا، مجھے میرے بچوں کے سامنے سرِعام بے آبرو کیا گیا، کپڑے پھاڑ دیئے گئے۔ دوپٹہ اُتار کر پھینک دیا گیا۔ ایف بی آئی کی خاتون انسپکٹر نے میرے چہرے پر تھپڑ مارے، پاؤں سے ٹھڈے مارے، غلیظ گالیاں دیں، میرے بچے بس روتے ہی چلے جا رہے تھے اور رونے کے سوا کر ہی کیا سکتے تھے''۔ ماں کے سامنے معصوم بچوں کو بھی تھپڑ، ڈنڈے اور گھونسے مارے جا رہے تھے۔ ایسے میں ماں پر کیا گزری ہوگی۔ عافیہ کہتی ہے کہ: ''میں صرف یہ درخواست کیے جا رہی تھی کہ میرے بچوں کو نہ مارو، میرے بچوں کو نہ تڑپاؤ۔ اس کے جواب میں ایک سیاہ رنگ کے موٹے شخص نے، جس کے چہرے سے نفرت، بغض اور دشمنی ٹپک رہی تھی، میرے سینے پر اس زور سے لات ماری کہ میں دور کھڑی ایک گاڑی سے جا ٹکرائی میرے سر میں چوٹ آئی، یہ دیکھ کر میرے معصوم بچے اور زیادہ زور زور سے چلانے لگے۔ ایک بونے قد کے آدمی نے جس کے چہرے سے مکاری اور عیاری ٹپکتی تھی میرے بچوں کو جانوروں کی طرح ایک گاڑی میں دھکیل دیا اور دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا پھر ان دس پندرہ افراد میں سے چھ موٹے تازے اور چاق و چوبند کراٹے ماسٹرز نے مجھ نہتی پر یکبارگی حملہ کر دیا، گھونسوں، مکوں، لاتوں، ڈنڈوں اور بوٹوں کی بارش کر دی، میرے اردگرد آٹھ مسلح افراد اسلحہ تانے الرٹ کھڑے تھے۔ جب میں نیم بے ہوش ہو گئی تو میری آنکھوں پر کالی پٹی کس کر باندھ دی گئی، کپڑوں کی تلاشی لی گئی، اسکارف، عبایا اتار کر دور پھینک دیا گیا، میرے منہ پر تھوکا گیا، ہتھکڑیاں لگا کر، دھکے دے کر گاڑی میں پھینک دیا گیا''۔

یہ تو ابتدا تھی ظلم و بربریت اس ہولناک سلسلے کی جو بعد میں ذہنی، جسمانی، جنسی اور نفسیاتی تشدد کی صورتوں میں بڑھتا ہی چلا گیا۔ عافیہ کو افغانستان جیل میں رکھ کر ''القاعدہ لیڈی'' ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اور یہی بات منوانے کے لیے ان پر بھیانک تشدد کیا گیا۔ انہیں برہنہ کر کے قرآن پاک کے اوراق پر چلنے کے لیے کہا جاتا تھا اور انکار کرنے پر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ بدترین تشدد سہہ کر بھی وہ ہر بار یہی کہتی تھیں کہ: ''یہ کتاب میرے نبی ﷺ کے دل پر نازل ہوئی تھی اس کتاب کی حرمت پر میں اپنی جان تو قربان کر سکتی ہوں لیکن اس کی بے حرمتی نہیں کر سکتی''۔

کئی مرتبہ امریکی حکام نے انہیں معافی نامے پر دستخط کرنے کو کہا لیکن ہر مرتبہ انہوں نے انکار کیا۔ تین مرتبہ انہیں گولی مار کر قتل کرنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن عافیہ کا زندہ ہونا آج ایک معجزہ ہے۔ بگرام کی جیل میں جب تشدد کرنے والے اپنے تمام حربے آزما چکے تو تھک ہار کر انہوں نے عافیہ کو ''بھوت'' کا نام دے کر چھوڑ دیا۔

امریکی اہلکاروں نے 17 جولائی 2008ء کو ڈاکٹر عافیہ کو بگرام جیل کے CIA Detention سینٹر سے نکال کر غزنی کے گورنر کے بنگلے کے قریب چھوڑ دیا اور افغان حکام

کو اطلاع دی کہ ایک خودکش حملہ آور موجود ہے جسے فوراً گولیاں مار دی جائیں۔ لیکن افغان اہلکاروں نے نحیف و لاغر عافیہ صدیقی کو اس حالت میں پایا جبکہ وہ نمازِ عصر کے لیے مسجد کے ساتھ سجدہ ریز تھیں۔ افغان حکام نے پاکستانی حکومت کو اس واقعے سے مطلع کیا، اس وقت وزارتِ خارجہ کی ذمہ داری بنتی تھی کہ بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں انہیں فوراً پاکستان لایا جاتا جس کے لیے صرف چند گھنٹے درکار تھے لیکن پاکستانی حکومت نے FBI کے اہلکاروں کو مجبور کیا کہ ڈاکٹر عافیہ کو قتل کر دیا جائے چنانچہ اگلے ہی روز یعنی 18 جولائی کو امریکی اہلکاروں نے افغان حکام کے منع کرنے کے باوجود ڈاکٹر عافیہ کو گولیاں مار کر شدید زخمی کر دیا اور مردہ سمجھ کر چلے گئے۔ افغان حکام کی بروقت طبی امداد کی وجہ سے عافیہ کی جان معجزانہ طور پر بچ گئی۔ اس واقعے کے تقریباً 17 دن بعد 13 اگست 2008ء کو امریکی حکام ڈاکٹر عافیہ کو زخمی حالت میں ہسپتال سے اغواء کر کے نیویارک (امریکا) لے گئے اور 14 اگست کو ان کے خلاف امریکی فوجیوں پر حملے کا بے بنیاد کیس بنایا گیا، جس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن حکومت پاکستان نے اس پر کسی قسم کا کوئی احتجاج نہیں کیا نہ ہی عالمی عدالت انصاف سے اس معاملے میں رجوع کیا۔

23 ستمبر 2010ء امریکی تاریخ کا وہ بھیانک دن ہے جب انصاف کے تمام تقاضوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے متعصب جج رچرڈ برمن نے حکومت پاکستان کے مقرر کردہ معاون وکلاء کی سازش کے تحت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 86 برس کی سزا سنائی۔ جج نے اپنے فیصلے میں تسلیم کیا کہ ڈاکٹر عافیہ جو کہ پاکستانی شہری ہیں، اس کا کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور عافیہ کو صرف اس جرم کی سزا دی جا رہی ہے کہ اس نے 6 امریکی فوجیوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور بندوق اٹھائی ان پر گولیاں چلائیں لیکن کسی امریکی فوجی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا جبکہ ڈاکٹر عافیہ فوجیوں کی جوابی فائرنگ سے زخمی ہوئی جج نے اپنے فیصلے میں یہ بات بھی لکھی کہ اگرچہ ڈاکٹر عافیہ کے خلاف کسی قسم کے ثبوت موجود نہیں ہیں لیکن پاکستانی وکلاء نے جو دلائل دیے ہیں ان کی روشنی میں عافیہ کو 86 برس کی سزا دی جا رہی ہے۔ متعصب امریکی وکیل اور تجزیہ نگار، اسٹیون ڈاؤنز جس نے ہمیشہ عافیہ کی مخالفت میں تحریریں لکھیں، امریکی عدالت کی ناانصافی اور عافیہ کی ''جرم بے گناہی کی سزا'' دیکھ کر چیخ اٹھا، اس نے کہا: ''میں ایک مردہ قوم کی بیٹی کو ملنے والی سزا دیکھنے آیا تھا لیکن اب میں ''انسانیت کی ماں'' ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو سلام پیش کرتا ہوں''۔

ڈاکٹر عافیہ کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے بتایا کہ ایک مرتبہ عافیہ کی ٹیلی فونک کال آئی جس میں انہوں نے بتایا کہ اسے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے خواب میں فرمایا کہ: '' عائشہ! آؤ دیکھو ہماری بیٹی آئی ہے''۔ ڈاکٹر عافیہ اپنے اتنے بڑے اعزاز پر بہت خوش تھی اور وقتی طور پر اپنی پہاڑ جیسی مشکلات بھول گئی تھی۔ عافیہ نے مجھے بتایا کہ خواب میں ایک بزرگ اکثر مجھے بہت تسلی دیتے ہیں اور سورۃ النمل کی آیت نمبر 62 بطور دعا پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

ڈاکٹر فوزیہ کہتی ہیں کہ پندرہ منٹوں کی اس غیر متوقع کال میں زیادہ وقت عافیہ صدیقہ ہمیں تسلیاں دیتی رہی۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کو مکمل طور پر قیدِ تنہائی اور ذہنی وجسمانی اذیت کے ذریعے پاگل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور حکومتِ پاکستان خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر فوزیہ صدیقی کا کہنا ہے کہ اپریل 2014ء سے اب تک ڈاکٹر عافیہ کی صحت و خیریت کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے اور نہ ہی جیل کے حکام فون پر اس کے گھر والوں سے اس کی بات کرواتے ہیں۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقی نے اعلیٰ سائنسی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کا علم حاصل کرنے کی سعی و جدوجہد جاری رکھی۔ انہوں نے اسلام، عیسائیت اور مختلف مذاہب کے موضوع پر ریسرچ کی۔ امریکہ میں دین کی تبلیغ کے لیے انہوں نے ''انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ اینڈ ٹیچنگ'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ دین اسلام اور قرآن سے محبت نے ہی انہیں اس مقام پر پہنچا دیا جس کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ

اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

ڈاکٹر عافیہ صدیقی تو آج بھی باوقار اور باحجاب ہیں، وہ تو استقامت کے ایک پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر جمی ہوئی ہیں۔ بے نقاب ہوا ہے تو باطل قوتوں کا چہرہ...... امن پرستی، انسان دوستی اور قانون پسندی کا جو لبادہ عیسائی اور صیہونی قوتوں نے اوڑھ رکھا تھا'' وہ نام نہاد لبادہ تار تار ہو چکا ہے۔ انہوں نے عافیہ کو نہیں بلکہ اپنی ننگی ذہنیت کو دنیا کے سامنے عریاں کیا ہے۔ عافیہ تو آج بھی ''صادقۃ اسلام ہے۔'' وہ تو زیارت رسول ﷺ کی سعادت پا چکی ہے اور امت کی بیٹی کہلاتی ہے۔ اسے تو خود امریکی عوام ''انسانیت کی ماں'' کا لقب دیتے ہیں۔ اپنی ہی عوام کی نفرت سمیٹی ہے تو امریکہ نے ذلت کی پستیوں میں گر چکے ہیں تو وہ لوگ جو عافیہ کے خلاف سازش میں شریک ہوئے۔ حسین حقانی اور پرویز مشرف آج کس مقام پر ہیں؟ ان کے مکروہ چہرے پوری طرح بے نقاب ہو چکے ہیں۔ دین کی مبلغہ، داعیہ، اور دینی تعلیم کو فروغ دینے کی جدوجہد کرنے والی معصوم عافیہ صدیقی تو اپنے اس مشن میں بھی، کامیاب رہی ہے۔

بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا

یہودی تو چاہتے تھے کہ ڈاکٹر عافیہ کو ''دہشت گرد القاعدہ لیڈی'' ثابت کر کے اسلام کو بدنام کر دیں لیکن...... آج دنیا میں لوگ پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق خود امریکہ میں ہی ہر سال تقریباً ایک لاکھ سے زائد لوگ اسلام قبول کرتے ہیں جن میں سے اسلام لانے والے ہر مرد کے مقابلے میں چار خواتین اسلام قبول کرتی ہیں اور باقاعدہ حجاب کا اہتمام کرتی ہیں۔ امریکہ کو چاہیے کہ اب ہر سال ایک لاکھ حجاب اپنی ہی شہری خواتین کے سر سے اتار کر پھینکنے کی مہم چلایا کرے اور اگر ہو سکے تو اپنا اثر رسوخ اور اپنی Super Power استعمال کرتے ہوئے مارکیٹوں سے حجاب نکلوا کر ان کی دھجیاں اڑانے کا سلسلہ شروع کر دے۔ کچھ عرصہ قبل میں نے انٹرنیٹ پر ایک وڈیو دیکھی تھی جس میں عورتوں کے ایک جلوس میں، جو انہوں نے پردے کے خلاف انڈیا میں نکالا تھا اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی بڑی تعداد میں حصہ لیا تھا، برقعے کو نذر آتش کیا جا رہا تھا۔ اچانک وہ کچھ ہوا جس کو دیکھ کر آج تک انسانی عقل وحواس دنگ ہے۔ جلتا ہوا برقعہ نہ جانے کس طرح بیس پچیس فٹ کے فاصلے پر بیٹھی ایک عورت پر جا گرا۔ وہ عورت بری طرح شعلوں کی لپیٹ میں گھری ہوئی چلا رہی تھی، ایک نوجوان نے اپنا کوٹ اُتار کر آگ بجھانے کی بہت کوشش کی لیکن آگ کے شعلوں نے آناً فاناً اس عورت کو جلا کر بھسم کر دیا۔ پردہ اور حجاب دین اسلام کے شعائر میں سے ہے اس کی حرمت کو جو بھی پامال کرنے کی کوشش کرے گا وہ دنیا و آخرت میں ذلت اور دردناک عذاب سے دوچار ہوگا۔ ☆☆☆

چمن میں تربیتِ غنچہ ہو نہیں سکتی!

عامر عتیق صدیقی

بچوں کی تعلیم وتربیت اور اُن کے لیے ادبی لٹریچر اور مواد کی تیاری ایک اہم کام بھی ہے اور ضرورت بھی۔ بچے کسی قوم و معاشرے کا مستقبل ہیں جنہوں نے زندگی کے مختلف شعبہ جات کے اندر آئندہ دور میں ذمہ داریاں سنبھالنی اور نبھانی ہیں۔ قوم کی تاریخ سے آگاہی رکھنا، اپنی شناخت کو سمجھنا اور اپنے ماحول اور اقدار و روایات کو جاننا، اپنے گردوپیش کا ادراک کرتے ہوئے مستقبل کی فکر کرنا اُن کے لیے ضروری ہے۔ بچوں کی ذہن سازی اور کردار سازی کیسے ہو؟ ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہے۔ ایک تعلیم یافتہ اور پڑھی لکھی ماں تربیت کے لحاظ سے بچے کی شخصیت کی تعمیر میں زیادہ بہتر کردار ادا کرسکتی ہے۔ نپولین کہتے ہیں ”تعلیم یافتہ مائیں صحت مند قوم کو جنم دیتی ہیں۔“ یہاں صحت مند کو ذہنی، اخلاقی، جسمانی اور جذباتی شخصیت کے طور پر لیا گیا ہے۔ بچے کو صفائی ستھرائی، بڑوں کا ادب و احترام و لحاظ، گالم گلوچ سے احتراز، غصے اور ضد سے اجتناب، ہم جولیوں اور ساتھیوں کے ساتھ احترام کے ساتھ پیش آنا، جھوٹ اور سچ کا فرق، نماز اور قرآن کی طرف رغبت، ایمانداری و وعدے کا پاس رکھنا، اُن کے اوقات اور سرگرمیوں پر نظر اور اس کے لیے مناسب منصوبہ بندی، گھر کے اندر اور باہر والدین کا فرض ہے۔

قرآن عظیم الشان کے مطابق:)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، جس پر نہایت تُند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اُسے بجالاتے ہیں۔“ (التحریم:6)

درج بالا آیت کی تشریح میں صاحب تفہیم القرآن یوں رقم طراز ہیں: ”ایک شخص کی ذمہ داری صرف اپنی ذات ہی کو اللہ کے عذاب سے بچانے کی کوشش تک محدود نہیں ہے بلکہ اُس کا کام یہ بھی ہے کہ نظام فطرت نے جس خاندان کی سربراہی کا بار اُس پر ڈالا ہے اُس کو بھی اپنی حدِ استطاعت تک ایسی تعلیم وتربیت دے جس سے وہ اللہ کے پسندیدہ انسان بنیں اور اگر وہ جہنم کی راہ پر جارہے ہوں تو جہاں تک بھی اُس کے بس میں ہو، اُن کو اُس سے روکنے کی کوشش کرے۔ اُس کو صرف یہی فکر نہیں ہونی چاہیے کہ اُس کے بال بچے دنیا میں خوشحال ہوں بلکہ اُس سے بڑھ کر اُسے یہ فکر ہونی چاہیے کہ وہ آخرت میں جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے معاملے میں جوابدہ ہے۔ حکمران راعی ہے اور وہ اپنی رعیت کے معاملے میں جوابدہ ہے۔ مرد اپنے گھر کا راعی ہے اور وہ اپنے گھر کا جوابدہ ہے۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی راعی ہے اور وہ اُن کے بارے میں جوابدہ ہے۔“ (تفہیم القرآن: جلد چہارم)

بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت کرنا کہ وہ جہاں معاشرے کے لیے ایک کارآمد اور مفید انسان کا کردار ادا کریں وہیں اللہ کے بندے بن کر جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاسکیں۔

تعلیمی ادارے اور مدارس تعلیم وتربیت وتزکیہ کی درجہ بدرجہ نرسریاں و مراکز ہیں اور یہاں کے اہل دانش وبینش کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ وہ مروجہ علوم ریاضی، سائنس، اُردو و انگریزی زبان و ادب کی مہارتیں و رویے پیدا کرنے کے ساتھ اُن کی روحانی و فکری تربیت اور کردار سازی کا اہتمام بھی کریں۔ صحت مند رویوں اور رجحانات کے فروغ، قومی و ملی جذبات پروان چڑھانے، احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے، صحیح و غلط کے امتیاز، وقت کی پابندی، مطالعے کی فکر، احترام آدمیت، دوسروں کے لیے جذبۂ قربانی و ایثار، قوت، استعداد اور صلاحیتوں کو تعمیر کے لیے صرف کرنا، خیر اور بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا، خیر کی قوتوں کے ساتھ بقدر استطاعت میل جول اور رابطہ استوار کرنا، یہ سب سکھانا اور پڑھانا ایک اُستاد اور مربی کے کرنے کے کام ہیں۔ اگر وہ قول و عمل میں یکسانیت رکھتا ہے تو اسے اس اہم ذمہ داری کو فرض سمجھ کر نبھانا چاہیے۔ سوچنے اور اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے ہاں اساتذہ کرام کس حد تک اپنی ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہورہے ہیں۔ آج ہمارے معاشرے کے اندر جو اخلاقی تباہی و بے حسی اور تنزلی آگئی ہے اس کے نتیجے میں فساد پیدا ہوا ہے۔ نفسانفسی کا عالم ہے، کوئی کسی پر اعتبار کرنے کو تیار نہیں۔ جھوٹ، فریب، دغابازی، فحاشی و عریانی، منشیات کے مکروہ دھندے، میڈیا کے ذریعے لہو و لعب پروگرام و سرگرمیاں، وقت کا ضیاع، اپنی اقدار و روایات کے منافی رجحانات، اللہ اور اُس کے رسولؐ کی تعلیمات سے بے پرواہی و لاتعلقی، مادہ پرستی کے فروغ، انٹرنیٹ کا منفی استعمال، غیر سرکاری تنظیموں کا کھلم کھلا دین ونظریات و اقدار کے منافی نصاب تعلیم، استاد اور سکول کو جدت سے نوازنے کے پُرفریب نعروں سے دین بیزار اور فکر ونظر سے آزاد بنانے پر زور دیا جارہا ہے تو اس کا ذمہ دار اُستاد بھی ہے۔

قصور جیسے واقعات کیوں وقوع پذیر ہورہے ہیں؟ اخلاقی زوال کے آگے بند کون باندھے گا؟ نسل نو کو اخلاقی، روحانی، ذہنی اور فکری تباہی اور بربادی سے باز رکھنے کا ساماں کسے کرنا ہے؟ پاکستان کے مستقبل کو کیسے معتبر اور محفوظ کیا جائے گا؟

والدین، اساتذہ اور سوسائٹی کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہر گھر، گلی اور کلاس روم کے اندر انہیں اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا ورنہ کچھ بھی بچ رہنے کی اُمید نہیں۔ معاشرے اور قومیں حادثات و آفات سے ختم و تباہ نہیں ہوتے بلکہ اخلاقی زوال انہیں ملیا میٹ کرڈالتے ہیں۔

بقول علامہ اقبال:

چمن میں تربیت غنچہ ہو نہیں سکتی
نہیں ہے قطرہ شبنم اگر شریک نسیم!
وہ علم کم بصری جس میں ہم کنار نہیں
تجلیات کلیم و مشاہدات حکیم

☆☆☆

حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام خصوصی پروگرام

یہ پروگرام 20 ستمبر کو Couples شادی ہال، لاہور کینٹ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا موضوع تھا ”قربانی کے فضائل اور اُسوۂ ابراہیمی علیہ السلام“۔ تشہیری مہم کے لیے دعوتی کارڈز، بینرز اور پول ہینگرز کے علاوہ قرب وجوار کی مساجد میں ہینڈ بلز کی تقسیم کا اہتمام کیا گیا۔ رفقانے اہل خانہ کے علاوہ زیر دعوت احباب سے خصوصی رابطہ کیا۔ مزید برآں وقتاً فوقتاً مقامی سطح پر خواہش منداحباب سے بذریعہ موبائل رابطہ کیا گیا۔

پروگرام کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد جناب شکیل احمد نے ”قربانی کے فضائل“ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو میں قرآن وسنت سے ماخوذ عشرۂ ذی الحجہ کی برکات سے اجمالاً شرکاء کو آگاہ کیا۔ گفتگو کے اختتام پر قربانی کے احکام و مسائل سے متعلق بعض بنیادی اُمور بھی بالاختصار بیان کیے گئے۔ ان کے بعد محترم رحمت اللہ بٹر نے قربانی کی غرض وغایت اور حکمت وفلسفہ سے حاضرین کو آگاہ فرمایا۔ آخر میں حاضرین کی طرف سے کیے گئے سوالات کے جواب بھی دیئے گئے۔ شرکاءِ مجلس کی تعداد 100 کے لگ بھگ تھی جن میں 35 خواتین بھی شامل تھیں۔ مقامی تنظیم کی جانب سے مکتبہ کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ بیان القرآن کے مکمل سیٹ کے علاوہ میموری کارڈز اور بعض دیگر کتب کی خرید میں سامعین نے خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ (رپورٹ: محمد طارق جاوید)

جامع مسجد لوکوشیڈ، خانیوال میں درس قرآن

تنظیم اسلامی خانیوال کے زیر انتظام 17 اکتوبر 2015ء کو جامع مسجد لوکوشیڈ، خانیوال میں ایک محفل قرآن کا انعقاد ہوا۔ امیر حلقہ پنجاب جنوبی ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی اور راقم الحروف ساڑھے تین بجے ملتان سے خانیوال روانہ ہوئے۔ نماز عصر وہاں جا کر ادا کی۔ محمود احمد بھٹی کی رہائش گاہ پر ان سے تنظیمی صورتحال کا جائزہ لیا۔ نماز مغرب کے بعد مہتمم مسجد حاجی عباس اختر نے ڈاکٹر صاحب کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور کچھ دینی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے ”حج کے بعد زندگی کیسے گزاریں؟“ کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔

بحوالہ آیات قرآنی ﴿ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ﴾ ”میں نے جن وانسانوں کو اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا“ اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے ایک ہی مطالبہ ہے۔ یہ مطالبہ حج کرنے والوں سے بھی ہے اور عام مسلمانوں سے بھی۔ ”عبادتِ رب“۔ ہم نے عبادت کے تصور کو محدود کر دیا ہے۔ آج کوئی مسلمان مکمل شریعت پر پابند ہو کر زندگی گزارے، حلال وحرام کی پابندی کرے لیکن اس کی یہ عبادت ناقص ہے کیونکہ وہ باطل نظام کے سایہ میں زندگی گزار رہا ہے۔ اسی نظام میں پھل پھول رہا ہے۔ اجتماعی زندگی میں وہ شریعت پر عمل نہیں کر سکتا کیونکہ طاغوت کا نظام ہے۔ وہ سود سے نہیں بچ سکتا، وہ بے حیائی اور بے پردگی کے اثرات سے نہیں بچ سکتا۔

اس باطل نظام سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اپنی جدوجہد، جان ومال، صلاحیتیں اور وقت دینِ حق کے غلبہ کی جدوجہد میں صرف کریں اور دنیا سے کم سے کم استفادہ کریں۔ کسی ایسی دینی جماعت سے جڑ جائیں جس کا طریق کار منہج نبوی سے ماخذ ہو۔ یہ ذمہ داری ادا کریں گے تو شاید اللہ کے ہاں کوئی عذر پیش کر سکیں گے اور (لعلکم تفلحون) کے مصداق بن سکیں۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام دوروزہ دعوتی پروگرام

یہ پروگرام مسجد صدیق اکبر، محلہ ربانی آباد، راولپنڈی میں منعقد کیا گیا۔ 17 اکتوبر کو تمام رفقاء صبح 9:00 بجے مسجد میں پہنچ گئے۔ مختصر ہدایات کے بعد مختلف گروپوں کی صورت میں 50 عدد بینرز اور 2000 ہینڈ بلز مختلف مساجد میں بعد نماز ظہر تقسیم کیے گئے۔ بعد نماز عصر گھروں میں انفرادی دعوت دی گئی۔ بعد نماز مغرب جناب عبدالغفور چوہان نے درس دیا۔ نماز عشاء کے بعد جناب محسنین علی نے سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع پر مفصل درس دیا۔

اگلے دن نماز فجر کے بعد دن کے اول اوقات میں جناب فرخ سلطان نے ”رسول انقلاب ؐ کا طریق انقلاب“ اور جناب نعمان واجد نے ”اسلام اور مادہ پرستی“ پر وائٹ بورڈ کی مدد سے جامع اور مدلل مذاکرہ کرایا۔ دن 11 بجے سے ظہر تک انفرادی دعوت دی گئی اور نماز ظہر کے بعد مختلف مساجد میں ہینڈ بلز اور انفرادی دعوت کا انتظام کیا گیا۔ بعد نماز مغرب ڈاکٹر آصف قرآن کمپلیکس میں جناب عادل یامین نے ”قرب قیامت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی پیشن گوئیاں“ پر تفصیلی درس دیا۔ اس میں 200 سے زائد مرد جبکہ 100 سے زائد عورتوں نے شرکت کی۔ نماز عشاء پر یہ دعوتی پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ رفقاء کی سعی وکوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: صوفی محمد صفدر)

حلقہ لاہور شرقی کے تحت دعوتی وتربیتی پروگرام

یہ پروگرام 18 اکتوبر بمقام فیروز والا منعقد ہوا۔ میزبانی کے فرائض مقامی تنظیم شاہدرہ نے سرانجام دیئے۔ حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تناظیم سے 25 رفقاء نے شرکت کی۔ رفقاء صبح سات بجے مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں جمع ہوئے۔ ناشتے کے بعد 8 بجے قافلہ محترم شکیل احمد کی امارت میں فیروز والا کی طرف روانہ ہوا۔

روانگی سے پہلے امیر قافلہ کی ہدایات کے مطابق تمام ساتھیوں نے نماز اشراق ادا کی۔ اس کے بعد امیر قافلہ نے سفر کے آداب بیان کئے اور اخلاصِ نیت کی طرف توجہ دلائی۔ صبح 9 بجے قافلہ مسجد نور الہدیٰ پہنچا۔ ساتھیوں نے ہدایات کے مطابق صلوٰۃ تحیۃ المسجد ادا کی۔

جناب اقبال حسین نے ”دعوت الی اللہ“ کے موضوع پر مختصر خطاب کیا۔ راقم نے ”دعوت الی اللہ اور اُس کے تقاضے“ پر گفتگو فرمائی۔ امیر سفر، مقامی ساتھیوں کے ساتھ علاقے کی ایک معروف مذہبی شخصیت سے ملاقات کے لیے چلے گئے۔ اس دوران نعیم اختر عدنان نے ”فرائض دینی کا جامع تصور“ کے حوالے سے مذاکرہ کروایا۔ شکیل احمد نے ساتھیوں کے سوالات کے جواب دیئے۔ نماز ظہر کے بعد طعام وآرام کا وقفہ ہوا۔ مقامی رفقاء نے پورے خلوص کے ساتھ مہمان ساتھیوں کی خدمت کی۔

نماز عصر کے بعد محترم شکیل احمد نے مقامی سطح پر دعوت کے لیے رفقاء کے پانچ گروپس بنائے۔ ہر گروپ کو دعوتی لٹریچر دیا گیا اور دعوت کے آداب کے ساتھ اُن کو مقامی ساتھیوں کے ساتھ مختلف علاقوں میں بھیجا گیا۔ ان تمام جماعتوں کے ساتھ ایک ایک مدرس کو بھی بھیجا گیا۔ مدرسین نے نماز مغرب کے بعد مقامی مساجد میں ”حقوق قرآن“ کے موضوع پر خطابات کیے۔

الحمدللہ تمام مساجد میں شرکاء کی حاضری اوسطاً تقریباً 30 رہی۔ نماز عشاء سے قبل تمام رفقاء واپس مسجد نور الہدیٰ پہنچ گئے جہاں سے رات 8 بجے قافلہ واپس مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو پہنچا۔ مرکز میں نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد امیر سفر نے تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا اور اُن کی شرکت وکاوشوں کے لیے بارگاہ خداوندی میں قبولیت کی دعا مانگی۔ اللہ رب العزت ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور اپنے راستے میں ان تمام عاجزانہ مساعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: نور الوریٰ)

☆☆☆☆☆☆

پریس ریلیز 23 اکتوبر 2015ء

وزیراعظم کا امریکہ میں پاکستانی تنظیموں کے خلاف بیان افسوسناک ہے

وفاقی شرعی عدالت کے فقہی مشیر کا یہ بیان کہ مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرت خلاف اسلام نہیں، قابل مذمت ہے

پاکستانی قوم کو اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کہیں یہ قدرتی آفات ہمارے اعمال بد کا نتیجہ تو نہیں

حافظ عاکف سعید

وزیراعظم کا امریکہ میں پاکستانی تنظیموں کے خلاف بیان افسوسناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انھوں نے کہا کہ ملک میں اگر کوئی تنظیم غیر قانونی ہے یا دہشت گردی کی مرتکب ہورہی ہے تو ان کے خلاف کارروائی کرنا یقیناً وزیراعظم کے فرائض میں شامل ہے لیکن غیر ملک میں اپنے داخلی مسائل کا ذکر کرنا غیروں کو اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کی دعوت دینے کے مترادف ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر بھارتی ذرائع کی یہ خبر درست ہے کہ جماعت الدعوۃ کے امیر حافظ سعید کے خلاف کارروائی کرنے کی امریکہ کو یقین دہانی کرائی گئی ہے تو یہ بات انتہائی تشویشناک ہے۔ انھوں نے کہا کہ امریکہ کو کشمیر پر مذاکرات کی تلقین کرنے کی بجائے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کرانے کے لیے اپنا رول ادا کرنا چاہیے۔ انھوں نے وزیراعظم کے دورہ کے دوران امریکی میڈیا کے رویہ کو منفی اور غیر دوستانہ قرار دیا۔ امیر تنظیم نے وفاقی شرعی عدالت کے فقہی مشیر ڈاکٹر اسلم خاکی کے اس بیان کی شدید مذمت کی کہ مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرت خلاف اسلام نہیں۔ انھوں نے کہا کہ ایسی بات کہنے والا یقیناً قرآن وسنت کی تعلیمات سے بے بہرہ ہے۔

پریس ریلیز 27 اکتوبر 2015ء

قوم انفرادی اور اجتماعی طور پر توبہ کرے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے زلزلہ میں ہلاک شدگان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں شہادت کے رتبہ پر فائز کرے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قوم کو اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کہیں یہ آفات ان کے بداعمال کا نتیجہ تو نہیں۔ انہوں نے کہا کہ سود کے حوالے سے سپریم کورٹ کے فیصلے اور جج صاحب کے ریمارکس کے فوری بعد یہ تباہ کن زلزلہ ہمیں اپنے اعمال پر اور اسلام کے حوالے سے اپنے طرز عمل پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں واضح طور پر فرماتے ہیں کہ وہ نافرمان قوموں کو جھنجھوڑنے کے لیے بڑے عذاب یعنی قیامت سے پہلے چھوٹے عذابوں سے دوچار کرے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

داعیٔ قرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی چند فکر انگیز تالیفات

شہرۂ آفاق دورہ ترجمہ قرآن اب کتابی شکل میں
بیانُ القُرآن
ترجمہ و مختصر تفسیر
7 حصوں میں، قیمت 3600 روپے

قرآن حکیم کی عظمت وتعارف اور حقوق ومطالبات جیسے علمی وعملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ
قرآنِ حکیم اور ہم
اشاعت خاص 450 روپے، اشاعت عام 300 روپے

عظمت مصطفےٰ ﷺ، مقصد بعثت، اسوہ رسول ﷺ اور سیرت نبویؐ کے انقلابی پہلوؤں پر مشتمل مقالات کا مجموعہ
رسولِ اکرم ﷺ اور ہم
اشاعت خاص 450 روپے، اشاعت عام 300 روپے

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اسلامی انقلاب کے مراحل ومدارج اور لوازم
منہجِ انقلابِ نبویؐ
مجلد 400 روپے، غیر مجلد 200 روپے

سیرت مطہرہ کے دل پذیر موضوع پر ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ
سیرتِ خیرُ الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
صفحات 240، قیمت 180 روپے

شرک کی حقیقت، اقسام اور دور حاضر کے شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجیے
حقیقت واقسامِ شرک
اشاعت خاص 100 روپے، اشاعت عام 60 روپے

امت مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں قرآن کی جامع ترین سورت
سُورۃُ الحدید
(اُمُّ المُسَبِّحات) کی مختصر تشریح
اشاعت خاص 300 روپے، اشاعت عام 150 روپے

خلافت کی حقیقت
اور عصرِ حاضر میں اس کا نظام
اشاعت خاص 200 روپے، اشاعت عام 100 روپے

☆ علماء کرام، مدرسین اور طلاب کے لیے خصوصی رعایت ☆ مفصل فہرست بلاقیمت طلب کیجیے

مکتبہ خدام القرآن
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون 3-35869501(042)
ای میل maktaba@tanzeem.org ویب سائٹ www.tanzeem.org

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ ناظم دعوت وتربیت حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن حاجی خادم حسین کا بھانجا وفات پا گیا۔

☆ رفیق تنظیم حلقہ گوجرانوالہ احسان اللہ سیال کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد اسرہ ڈیرہ اسماعیل خان کے نقیب محمد عمران اشرف کی بھاوج انتقال کر گئیں۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم پشاور شہر کے رفیق قاری عبید اللہ کی خوشدامن وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ مالاکنڈ تنظیم کے امیر عالم زیب کے چچا وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ملک احسان الٰہی کا بطور امیر حلقہ فیصل آباد تقرر

☆ امیر حلقہ فیصل آباد ڈاکٹر عبدالسمیع کو نائب ناظم اعلیٰ، وسطی پاکستان کی ذمہ داری سپرد کرنے کے بعد امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 15 اکتوبر 2015ء میں مشاورت کے بعد ملک احسان الٰہی کا بطور امیر حلقہ فیصل آباد تقرر فرمایا۔

The secrets of self and time

By Shahid Lone

The first philosophical poem which Allama Muhammad Iqbal composed was the secrets of self (Asrar-i- khudi) in 1914. The poem has been modeled on the style of Rumi's *Masnavi*, which represents Iqbal's philosophical position in a mature form different aspects of which were going to be developed in his future poetic and philosophical career. He is no longer content with expressing fleeting statements in a charming poetic style. He has chosen his guide, the old man of Rum, Jalal-ud-din-Rumi, who had used poetry to express the depths of his soul in a familiar poetic style.

Unparalleled in the history of Urdu or Persian poetry, Iqbal is the poet of future who has lost hope in his contemporaries; the world needs a new Moses. His melodies come from other worlds and his bell calls other caravans. This awareness of a new mission has a great significance. The 'revolutionary' character of the poem becomes obvious when one finds that the word "new" has a great emotional fervor and even carries with it a feeling of reverence and 'awe'. His guide "RUMI" informs the poet of his mission in such a passionate language:

Create a new style for the song; enrich the feast with thy piercing strains!

Up and re-inspire every living soul: Say 'arise' and by that word quicken the living!

Up and set thy feet on another path; Put aside the passionate melancholy of old.

Allama Iqbal introduced a new dimension to the historical self awareness. So far the highest and noblest task for the community was considered to be the preservation of old values, and now the poet demands that there is still a higher task and that consists in creating new values, new aspirations and a new future. A historically conscious community and the individuals therein do not repeat the old forms of life; they create new forms because they are situated in a universe which is constantly evolving. The poet has repudiated both the eighteenth century mechanistic materialism and the subjective idealistic worldviews. The world is neither lifeless matter nor does it, in the final analysis, consist of mere minds in the Berkelian sense. The world for him consists of living-willing egos who are continuously and unceasingly struggling to rise to higher stages of life and will.

The universe is an ordered system of egos and the continuation of individuality depends upon the strengthening of the ego or self. The world consists of finite egos which are, to use an analogy from Leibniz, centers of will and life. The poet rejects all forms of pantheism, whether based on the principle of mind or of life. He is against all intellectualistic explanations of reality. The inexplicable finite centres of experience regarded as mere illusion by Bradley, is the fundamental fact of the universe. He further states that all life is individual; there is no such thing as universal life. He is in general agreement with the Leibnizean position that ego is the highest form of life "in which the individual becomes a self contained exclusive centre", except that Iqbal does not believe these exclusive centres to be 'windowless' and acting according to a pre-established harmony in a static universe. Iqbal aptly puts it:

Paikar e hasti zi asaar e khudi ast; har chi mii beeni zi asrar e khudi ast

Sad jahan poosheda andar zaate oo; gair e oo paida ast az asbaate oo

(The form of existence is an effect of the self, whatsoever thou seest is a secret o the self).

Is the self of Iqbal another name for "Atman" of the vedantist? The question is significant but allowance has to be given to the poetic medium

which is not proper for philosophic argument. The significant line in the poem for the present argument is “its flames burned a hundred Abrahams *(AS)*, that the lamp of one Muhammad *(SAW)* might be lighted”. Here Iqbal is making out a case for the real evolution. Hegel denied real evolution to the world of nature but affirmed it with reg ards to history. Iqbal believes in real evolution in nature as well in history. The chronological posteriority of Muhammad *(SAW)* is an account of the fact that the principle of time is relevant to history and that history is a march forward.

The advent of Muhammad *(SAW)* is the end of an epoch – the age of divine revelation – whilst, simultaneously, he *(SAW)* stands at the beginning of another epoch – the age of reason or science. Iqbal thus finds in the very person of Muhammad *(SAW)* a thorough principle of evolution. The prophet *(SAW)* takes humanity forward from the age of divine revelation to the age of reason and scientific development. Iqbal puts it thus:

Wusat e ayam jo lazgah e oo; asmaan mooj e zi gard rah e oo

Ae sawar e ash hab doran e bya; ae arog e deeda imkaan e bya

According to Iqbal, the perfect man – the vicegerent of Allah *(SWT)* – is the rider of time; Time that has the capacity to unveil that which is hidden in the realm of possibilities and brings them to light. The perfect man, who represents the highest degree of egohood, is the conqueror of time. He does not seek a flight of time like his counterparts in the ‘Indian’ tradition. This conquest of time is done from within time itself and not from without it. For Iqbal, the discourse does imply the negation of time altogether. It rather brings an emancipation from ‘serial time’ and provides an opportunity to relish ‘pure duration’. In the life of developed ego, serial time has a sub-ordinate place i.e. in his dealings with other egos of a lower type, it is relevant. The dualism of the serial time or in the Bergsonian language, the ‘spatialized time’ or what one can call ‘the real time’ is compared with the dualism of freedom and subjection, or free man and slave man.

In this poem iqbal offers a highly original interpretation of a saying of the famous Muslim jurist Imam Shafii *(RAA)*, “time is a sword”. To understand the real nature of time one has to become the owner of this sword through which one can conquer the destiny and hence rise above hope and despair.

<u>Note:</u> end of part 1

نامے میرے نام

محترم جناب حافظ عاکف سعید

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ!

سود کے خاتمہ کے لیے تنظیم اسلامی کی جانب سے کی جانے والی کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین!

بارہا میرے مشاہدے میں یہ آیا ہے کہ کسی اسلامی اصول کو صحیح ثابت کرنے کے لیے مسلمان غلط استدلال کا سہارا لیتے ہیں اور جب تنقید کرنے والے اُن کی دلیل کو غلط ثابت کرتے ہیں تو نتیجہ میں وہ اسلامی اصول استہزا کا باعث ٹھہرتا ہے۔ میری رائے میں یہ استدلال کہ ربا کو ختم کرنا اس لیے واجب ہے کہ یہ ہمارے دستور کی بنیادی شقوں کے خلاف ہے‘ ایک ایسی دلیل ہے جسے محض موجودہ قوانین کے اندر رہتے ہوئے موثر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے رباء کو حرام قرار دیا ہے لہٰذا اس بارے وقتاً فوقتاً آواز اُٹھائی جاتی رہنی چاہیے کیونکہ ضروری یہ ہے کہ اُن لوگوں کی اِن مذموم کوششوں کو ناکام بنایا جائے جن کے تحت وہ آئین میں اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق ترامیم چاہتے ہیں۔

علاوہ ازیں معاشرے میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندانہ روش پر قابو پانے کے لیے ایک تربیتی پروگرام ضرور منعقد کریں۔ پہلے مدرسوں کو بدنام کیا جاتا تھا لیکن اب وہ دلیل بے اثر ثابت ہو رہی ہے۔ کیا ذی فہم لوگ کبھی بھی اپنی غلطی اور کج فہمی کو تسلیم نہیں کریں گے؟ پاکستان کی بقا اور سلامتی کو دوام دینے کے لیے جدوجہد کا جو طرزِ عمل اختیار کیا جا رہا ہے‘ مجھے اندیشہ ہے کہ اُس کے نتیجے میں پاکستان بحیثیت ریاست تو قائم رہ سکتا ہے۔ لیکن اسلام کا اس ریاست میں ایک اجتماعی دین کے طور پر باقی رہنا محال لگتا ہے اور یہ صرف ذاتی زندگی کے دائرہ تک محدود ہو کر رہ جائے گا اور وہ بھی اس شکل میں کہ دوسرے اُس پر اعتراض نہ کریں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک پاکستانی غیر ملک میں بیٹھ کر یہ کیوں محسوس کرتا ہے کہ پاکستان میں اسلام پر عمل کرنا کسی مغربی ملک کے مقابلے میں زیادہ طعن کا باعث بن چکا ہے؟

والسلام

آپ کا مخلص

محمد بلال خان